

صحابہ کرام

خصوصاً حضرات یحییٰ بن (ابوبکر و عمرؓ) سے

حضرت علی ابن ابی طالبؓ اور خانوادہ حسنین (رضی اللہ عنہم اجمعین)

کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قرابتیں، باہمی

اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط

چند نا قابل تردید حقائق

نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

مولویان، کاندھلہ، ضلع پر بدھ نگر (مظفر نگر) یوپی ہند، ۲۲۷۷۷۵

صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) سے

حضرت علیؓ بن ابی طالب اور خانوادہ حسنین [رضی اللہ عنہم] جمعین

کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قرابتیں، باہمی

اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط



چند ناقابل تردید حقائق



نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

مولویان، کاندھلہ، ضلع پر بدھنگر (منظفنگر) یوپی ہند۔ ۲۲۷۷۷۵

© Noorul Hasan Rashid Kandhlavi

[سلسلہ مطبوعات مفتی الہی بخش اکیڈمی کاندھلہ]

پاکستان میں ملنے کا پتہ

جناب سجاد الہی صاحب

27/A لوہا بازار، مال گودام روڈ، لاہور: ۵۳۹۲۷

Ph: 3004682752

اشاعت کے خواہاں اصحاب اور ادارے سجاد الہی صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

کتاب: صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) سے

حضرت علی بن ابی طالب اور خانوادہ حسنین رضی اللہ عنہم جمعین
کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں قرابتیں، باہمی اعتماد
اور طرفین کے مسلسل روابط، چند ناقابل تردید حقائق

نور الحسن راشد کاندھلوی

مرتب:

[مولوی] ہدایت اللہ آسامی

ترجمہ: [الف]

[مولوی] عامل حسین صاحب چمپارنی

[ب]

ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات

صفحات:

رجب ۱۴۳۳ھ / مئی ۲۰۱۲ء

طبع اول:

ایک سو بیس روپے / 120

قیمت:

شہاب الدین قاسمی بستی (09027397611)

کمپوزنگ:

مطبع:

ناشر

حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پر بدہ نگر (مظفر نگر) یو پی، انڈیا

Mufti Elahi Bakhsh Academy

MAULVIYAN-KANDHLAD Distt. Parbudh Nagar. 247775

Mb.09358667219

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱	صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) سے	۱
۱	حضرت علی بن ابی طالب اور خانوادہ حسنینؓ کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں،	۲
۲	قرابتیں، باہمی اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط، چند ناقابل تردید حقائق	۳
۳	مقام صحابہ	۴
۳	عظمت صحابہ	۵
۳	کسی صحابی کی شان میں لب کشائی	۶
۳	صحابہؓ پر لعن و طعن کرنے والوں کے متعلق امت کا اجتماعی موقف اور عقیدہ	۷
۵	چند گم کردہ راہ افراد	۸
۶	مگر عبرت کی جا ہے، زوال کہاں تک	۹
۷	اب کیا ہونا چاہئے	۱۰
۸	کسی صحابی پر لعنت کرنے کی حضرات حسنینؓ کی زبان سے صاف ممانعت	۱۱
۹	حضرات شیخینؓ سے حضرت علیؓ اور خانوادہ حسنینؓ کی محبت اور ان کی تقلید کی روایات	۱۲
۱۰	الف: نہج البلاغہ	۱۳
۱۰	ب: محمد باقر کا ارشاد	۱۴
۱۱	ج: حضرت باقر کا ایک اور ارشاد	۱۵
۱۱	د: حضرت جعفر صادق کا فرمان	۱۶
۱۲	ه: امام غائب کی نصیحت	۱۷
۱۳	مشاجرات کی روایات، حقیقت یا افسانہ؟	۱۸
۱۴	خانوادہ علیؓ میں حضرت شیخینؓ کے ناموں کا معمول اور اہتمام	۱۹

اہل بیت کرام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں محبت و قرابت
قربی رشتوں کی صراحت اور مستند و معتبر نسب ناموں کے ساتھ

۱۹	تمہید	۱۸
۲۰	اہل بیت اور ان کے چچا زاد خاندان کے درمیان ازدواجی رشتے	۱۹
۲۰	خیر البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	۲۰
۲۲	حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراؑ کا مبارک نکاح	۲۱
۲۲	وقت اور جگہ	۲۲
۲۲	خطبہ (پیغام)	۲۳
۲۳	مہر	۲۴
۲۳	شب زفاف	۲۵
۲۳	ولیمہ	۲۶
۲۳	گھر	۲۷
۲۳	جہیز	۲۸
۲۳	گواہ	۲۹
۲۴	حضرت علی اور آل علیؑ کے پسندیدہ نام	۳۰
۲۵	آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبرؑ کے درمیان رشتے	۳۱
۲۶	حضرت جعفر صادقؑ کا قول ”میں دو طرح سے ابو بکر صدیقؓ کا بیٹا ہوں“	۳۲
۲۷	آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل فاروق کے درمیان عقد و مصاہرات	۳۳
۲۸	زید بن عمر بن الخطابؓ کا قول: ”میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں“	۳۴
۲۹	خانوادہ نبوت میں حضرت عثمانؓ کا مقام و منزلت	۳۵
۳۰	آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آل عثمانؓ کے درمیان مصاہراتی رشتے	۳۶
۳۱	بیت نبوی میں حضرت زبیرؓ	۳۷

۳۱	حضرت علیؑ اور حضرت زبیرؓ کے درمیان نسلی امتزاج	۳۸
۳۲	آل علیؑ اور آل طلحہ بن عبید اللہؓ کے درمیان مصاہراتی رشتے	۳۹
۳۳	حضرت حسین بن علیؑ کے داماد و دیگر صحابہؓ کے فرزندوں میں سے	۴۰
۳۴	محمد باقر	۴۱
۳۵	حفصہ بنت محمد الدیباج	۴۲
۳۵	امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم [سید المرسلین ﷺ کی ازواج مطہرات]	۴۳
۳۶	عشرہ مبشرہ	۴۴
۳۷	دنیا میں حضرت امام حسینؑ کے ہمہ گیر کارنامے اور ملک گیر فتوحات	۴۵
۳۹	اہل بیت کرامؑ اور ان کے بنی اعمام کے درمیان نکاح و ازواج کے سلسلے	۴۶
۴۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	۴۷
۴۱	وہ نام جو حضرت علی اور ان کی اولاد کو محبوب تھے	۴۸
۴۲	حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں	۴۹
۴۳	امام جعفر کا مقولہ ہے: ”مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے دو مرتبہ جنا ہے“	۵۰
۴۴	حضور پاک ﷺ اور حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں	۵۱
۴۵	حضرت زید بن عمر بن خطاب کا قول ہے: ”میں دو خلیفوں کا فرزند ہوں“	۵۲
۴۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبوت کے گھرانے میں	۵۳
۴۷	حضور ﷺ اور حضرت عثمانؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات	۵۴
۴۸	حضرت زبیرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں	۵۵
۴۹	حضرت علی وزبیرؓ کے آل کے درمیان سو سال کے درمیان ازدواجی تعلق	۵۶
	حضرت علی اور زبیر بن العوامؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات	
۵۰	حضرت علی اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ازدواجی تعلقات	۵۷
۵۱	فرزندان صحابہؓ میں سے حضرت حسین کے داماد	۵۸

۵۲	حضرت محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب	۵۹
۵۲	صحابہ میں سے حضرت محمد باقر کے شیوخ	۶۰
۵۳	خلفاء اربعہ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کی پوتی حضرت حفصہ بنت محمد و بیبا ج	۶۱
۵۴	امہات المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ	۶۲
۵۵	حضرات عشرہ مبشرہ	۶۳
<p style="text-align: center;">اہل بیت کرام اور حضرات صحابہؓ کے خاندانوں میں ایک جیسے نام اور دامادی رشتے [اہم علمی تاریخی تحقیقی مطالعہ، شیعہ مآخذ و کتب کے حوالے سے]</p>		
۵۷	خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ	۶۴
۵۷	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے وہ اصحاب جن کا نام ”ابو بکر“ ہے	۶۵
۵۷	ابو بکر بن علی بن ابی طالب	۶۶
۵۷	ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالب	۶۷
۵۸	ابو بکر علی زین العابدینؓ	۶۸
۵۸	ابو بکر علی الرضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر الصادق	۶۹
۵۸	ابو بکر محمد المہدی المنتظر بن الحسن العسکری	۷۰
۵۸	ابو بکر بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب	۷۱
۵۹	خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطابؓ	۷۲
۵۹	حضرت علی کی اولاد میں سے وہ صاحبان جن کا نام ”عمر“ ہے	۷۳
۵۹	عمر الاطرف بن علی بن ابی طالب	۷۴
۵۹	عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب	۷۵
۵۹	عمر الاشرف بن علی زین العابدین بن حسین	۷۶
۶۰	عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۷۷

۶۰	عمر بن موسیٰ اکاظم بن جعفر الصادق	۷۸
۶۰	خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ	۷۹
۶۰	حضرت علی کی اولاد میں سے جن صاحبان کا نام بنام عثمان رکھا گیا	۸۰
۶۰	عثمان بن علی بن ابی طالب	۸۱
۶۰	عثمان بن عقیل بن ابی طالب	۸۲
۶۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۸۳
۶۱	اولاد علیؓ میں وہ خواتین جن کا نام عائشہ ہے	۸۴
۶۱	عائشہ بنت موسیٰ اکاظم بن جعفر الصادق	۸۵
۶۲	عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ اکاظم بن جعفر الصادق	۸۶
۶۲	عائشہ بنت علی الرضا بن موسیٰ اکاظم	۸۷
۶۲	عائشہ بنت علی الہادی بن محمد الجواد بن علی الرضا	۸۸
۶۲	حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۹
۶۲	حضرت علی کی اولاد میں سے جن لوگوں نے اپنا نام طلحہ رکھا ہے	۹۰
۶۲	طلحہ بن حسن بن علی بن ابی طالب	۹۱
۶۳	حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۲
۶۳	حضرت علی کی اخلاف میں سے جن حضرات نے اپنا نام معاویہ رکھا ہے	۹۳
۶۳	معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب	۹۴
۶۳	اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان ازدواجی رشتے	۹۵
	اہل بیت اور آل صدیق اکبرؓ بنی تیم کے درمیان رشتے	
۶۳	محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۹۶
۶۳	موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن ثنی بن حسن السبط بن علی بن ابی طالب	۹۷
۶۳	اسحاق بن جعفر بن ابی طالب	۹۸

۶۴	محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین	۹۹
۶۴	حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۰
۶۴	اہل بیت اور آل زبیر کے درمیان رشتے	۱۰۱
۶۴	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب	۱۰۲
۶۵	ام الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۳
۶۵	رقیہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۴
۶۵	ملیکہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب	۱۰۵
۶۵	موسیٰ بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۰۶
۶۶	جعفر اکبر بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۰۷
۶۶	عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۰۸
۶۶	محمد بن عوف بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب	۱۰۹
۶۶	بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب	۱۱۰
۶۶	محمد بن عبداللہ النفس الزکیۃ بن حسن ثنی بن حسن سبط بن علی بن ابی طالب	۱۱۱
۶۷	حسین اصغر بن علی زین العابدین بن حسین	۱۱۲
۶۷	سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب	۱۱۳
۶۷	حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۱۴
۶۷	علی خرزی بن حسن بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۱۵
۶۸	اہل بیت اور آل خطاب بن عدی کے درمیان ازدواجی رشتے	۱۱۶
۶۸	محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۱۷
۶۸	حسن افطس بن علی بن علی زین العابدین بن حسین	۱۱۸
۶۸	حسن ثنی بن حسن بن ابی طالب	۱۱۹

۶۸	اہل بیت اور بنی تیم کے درمیان رشتے	۱۲۰
۶۸	حضرت حسن بن علیؑ بن ابی طالب	۱۲۱
۶۹	حضرت حسین بن علیؑ بن ابی طالب	۱۲۲
۶۹	اہل بیت اور بنی امیہ کے۔۔۔ ان رشتے	۱۲۳
۶۹	حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۴
۷۰	حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۵
۷۰	علی بن حسن بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	۱۲۶
۷۰	حضرت علی بن ابی طالب	۱۲۷
۷۱	خدیجہ بنت علیؑ بن ابی طالب	۱۲۸
۷۱	رملہ بنت علی بن ابی طالب	۱۲۹
۷۱	زینب بنت حسن ثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۳۰
۷۱	نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۳۱
۷۱	ام ایہا بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب	۱۳۲
۷۲	فاطمہ بنت حسین شہید بن علی بن ابی طالب	۱۳۳
۷۴	حضرت حسین بن علی بن ابی طالب	۱۳۴
۷۵	خاندان حضرت علی اور آپ کی پھوپھیوں کے ابناء عباسین کے درمیان رشتے	۱۳۵
۷۵	محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ اکاظم	۱۳۶
۷۵	فاطمہ بنت محمد بن علی النقی بن محمد الجواد بن علی الرضا	۱۳۷
۷۵	عبید اللہ بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب	۱۳۸
۷۶	ام کلثوم بنت موسیٰ الجون بن عبد اللہ محض بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۳۹
۷۶	شیعہ بڑے بارہ اماموں کی مائیں کون کون تھیں؟	۱۴۰
	شیعہ کتب انساب و تاریخ کا اختلاف	

ضمیمہ نمبر (۱)

مذکورہ بالا اطلاعات، چند اور پہلوؤں پر بھی غور کی دعوت دیتی ہیں، توجہ کیجئے!

ضمیمہ نمبر (۲)

ازدواجی رشتہ داری کی وضاحت کے لئے نقشہ

۷۶	۱۴۱
۷۹	۱۴۲
۸۰	۱۴۳
۸۱	۱۴۴
۸۱	۱۴۵
۸۲	۱۴۶
۸۳	۱۴۷
۸۴	۱۴۸
۸۵	۱۴۹
۸۵	۱۵۰
۸۶	۱۵۱
۸۷	۱۵۲
۸۸	۱۵۳
۸۹	۱۵۴
۹۰	۱۵۵
۹۱	۱۵۶
۹۲	۱۵۷
۹۵	۱۵۸
۹۶	۱۵۹
۹۷	۱۶۰
۹۷	۱۶۱
۹۷	۱۶۲

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

گذشتہ دنوں [رجب شعبان ۱۴۳۲ھ / اوائل جولائی ۲۰۱۱ء] میں حیدر آباد دکن، ہند کے تعلیمی ادارہ دارالعلوم میں ”عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم“ کے عنوان پر ایک بڑی عالمی کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا، جس کے لئے چند کتابوں کی اشاعت اور کانفرنس کے موضوع پر، اس ادارہ کے عربی اردو رسائل کے خاص شمارے چھاپنے کا بھی فیصلہ ہوا تھا جس کے لئے بہت سے اہل علم اور اصحاب قلم کے علاوہ، مجھ کا رتبہ علم کو بھی یاد فرمایا گیا۔

مجھ سے مشاجرات صحابہؓ کی روایات اور ان کے راویوں پر تحریر فرمائش کی گئی تھی، میں نے عرض کیا کہ یہ موضوع تو پیاز کے پرت اُتارنے کی طرح ہے، کہ ایک کے بعد، اس کے چھلکے اتارتے رہئے، آخر میں ہاتھ خالی رہ جاتے ہیں، کچھ باقی نہیں رہتا، اس لئے میں نے حضرات خلفائے راشدین اور خانوادہ اہل بیت، خصوصاً حسنین [رضی اللہ عنہما] کی رشتہ داریوں باہمی اعتماد اور قریب کے اعتماد اور روابط پر چند صفحات پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا، اس کے لئے چند صفحات تو تمہید کے طور پر لکھے تھے۔ اصل مضمون کے لئے اس موضوع کی دوا ہم مگر تازہ، اور مختصر کتابوں کا اردو ترجمہ پیش کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ یہ مضمون مجلہ حسامی حیدر آباد کے خاص شمارہ [رجب تا رمضان ۱۴۳۲ھ۔ جون تا اگست ۲۰۱۱ء] میں، جو گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے (ص: ۶۹۷ سے ص: ۷۴۶ تک) چھپا تھا مگر اس میں شجرے شامل نہیں تھے، جو اس کو سمجھنے اور ذہن میں محفوظ رکھنے کے لئے نہایت ضروری تھے، اس لئے اس کی علیحدہ طباعت کا مطالبہ اور تقاضا ہوا، اس فرمائش کی تعمیل میں اس کو کتابی صورت میں اشاعت کے لئے دیا جا رہا ہے۔ امید کہ اس سے اس سلسلہ کی کئی ایک غلط فہمیوں کے دور ہونے اور معاملات و سیاست کی تہہ تک پہنچنے میں مدد ملے گی۔

و ما توفیقی الا باللہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

۲۵ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ

صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (ابوبکر و عمرؓ) سے

حضرت علیؓ بن ابی طالب اور خانوادہ حسنین [رضی اللہ عنہم اجمعین]
کی قریب کی متواتر رشتہ داریاں، قربتیں، باہمی اعتماد اور طرفین کے مسلسل روابط
چند ناقابل تردید حقائق

نور الحسن راشد کاندھلوی

حضرت حق جل مجدہ نے اس انسان کو اپنی تمام مخلوقات میں سب سے افضل قرار دے کر، اس کو اپنی خلافت و نمائندگی کا تاج اور اعزاز عطا فرمایا تھا، پھر ان انسانوں میں سے دو برگزیدہ ترین جماعتوں کو اپنے خاص الخاص فضل و کرم سے نواز کر، ایسا غیر معمولی مرتبہ بخشا جو ان کے علاوہ اس پوری کائنات میں کسی اور کا مقدر اور نصیب نہیں ہوا، یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

مقام صحابہ: حضرات صحابہ کی جلالت شان، عظمت و احترام، جامع کمالات انسانی اور پیکر انسانیت ہونے کے علاوہ، ان کے شرف و سعادت کے لئے یہی بہت ہے کہ ان کو اور ان کی مقدس جماعت کے ہر اک فرد کو اپنی حیات کا کچھ حصہ، کچھ دن، یا چند لمحات، فخر کائنات، سید موجودات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور زیارت و صحبت کے میسر آئے۔ اسی کمال اور اختصاص کی وجہ سے، قرآن کریم میں بھی کئی موقعوں پر، حضرات صحابہ کی بلند شان، عالی رتبہ، رحمت و کرم کی بارشوں، رضوان و مغفرت کی بشارت کے علاوہ اور بھی مختلف پہلوؤں سے تذکرہ فرمایا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَتَذَكَّرُونَ فَضُلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ، وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ، كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْئَهُ فَازَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [سورة الفتح، آیت: ۲۹]

ترجمہ: محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں

اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے اور) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کو جلائے جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ (ت: مولانا فتح محمد صاحب جالندھری)

حضرات صحابہ کے تذکرہ و تحسین پر مشتمل آیات کریمہ کو پڑھئے، تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے خاص رفقاء کرام، آپ کی بابرکت صحبتوں سے فیضیاب و مفتخر ہونے والے حضرات کا انتخاب بھی، نظام قضاء و قدرت نے اسی وقت فرمالیا تھا، جب حضرت محمد بن عبد اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے آخری رسول اور خدا کے کلام کے اول مخاطب و مورد ہونے کا فیصلہ فرمایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم آسمانی کتابوں میں جہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور بشارات شریفہ آئی ہیں، وہیں حضرات صحابہ کرام کے احوال و صفات اور بعض کا گویا تعارف بھی درج ہے۔ ان بشارتوں کی احوال صحابہ سے مطابقت، بے شمار افراد کے قافلہ، اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ بنی ہے۔

عظمت صحابہ: یہی دائمی ابدی حقیقت ہے جس کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے نہایت دلنشیں اسلوب اور خوبصورت الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، وَابْتَعَنَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وَزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يَقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ. فَمَرَّاهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ، فَمَرَّاهُ الْمُؤْمِنُونَ سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّئٌ﴾ (۱)

(۱) رواہ احمد فی مسندہ۔ تحقیق علامہ شیخ احمد محمد شاہ رقم الحدیث: ۳۶۰۰۔ ص: ۵۵ ج: ۳۔
[دار الحدیث قاہرہ: ۱۴۱۶ھ] نیز ملاحظہ ہو: شرح عقیدۃ الطحاوی فی العقیدۃ السلفیہ۔ تحقیق

علامہ احمد محمد شاہ۔ ص: ۱۷۔ [مکتبۃ الریاض الحدیثۃ ریاض، بلاسنہ]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تمام دلوں میں اعلیٰ ترین پایا، اس لئے اس کو اپنے لئے منتخب فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ [حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے بعد] باقی مخلوق کے دلوں پر نظر فرمائی، تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر پایا، تو ان کو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشیر اور مددگار بنادیا، جو اس کے دین کے لئے جدوجہد اور کوشش فرماتے رہے۔

کسی صحابی کی شان میں لب کشائی: اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿من سب اصحابی فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين﴾ (۱)

ترجمہ: جس نے میرے کسی صحابی کو کچھ نازیبا کہا، اس پر اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

صحابہ پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق امت کا اجتماعی موقف اور عقیدہ: اس ارشاد عالی اور دیگر بہت

سی احادیث شریفہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا مسلمہ اور اجتماعی عقیدہ یہ ہے کہ:

﴿الصحابة كلهم عدول﴾ . تمام صحابہ کرام نہایت سچے اور برحق ہیں

اسی پس منظر میں علامہ جلال الدین دوانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ:

﴿ثم في مناقب كل من أبي بكر وعمر وعثمان وعلي والحسن والحسين، وغيرهم من

اكابر الصحابة، أحاديث صحيحة، ومواقع بينهم من المنازعات والمعاربات

فلها تاويلات، فسبهم والطعن فيهم، ان كان مما يخالف الادلة القطعية فكفر﴾ (۲)

ترجمہ: پھر اکابر صحابہ، ابوبکر، عمر، عثمان علی اور حسن حسین وغیرہ میں سے ہر ایک کے مناقب کے

متعلق صحیح احادیث موجود ہیں اور ان حضرات کے آپس میں جو اختلافات اور مشاجرات ہوئے،

(۱) رواہ الطبرانی عن ابن عباسؓ. وفيه عبدالله بن خراش وهو ضعيف. مجمع الزوائد، للهيثمى. ص: ۲۱. ج: ۱۰
اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی منقول ہے، جس کو بزار نے اپنی مسند میں اور امام طبرانی نے مسند اوسط و کبیر میں نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد صفحہ مذکور۔

(۲) شرح العقائد النسفية - ص: ۱۱۶ [مطبع يوسفي - لکھنؤ: بلا سنہ]

تو ان کی مختلف وجوہات اور تاویلات ہیں۔ اس لئے ان حضرات [اور اسی طرح کسی اور صحابی کو بھی] برا بھلا کہنا، جوادلہ قطعیہ کے خلاف ہو، کفر ہے۔

یعنی جو شخص بھی اس قدسی صفات، مقدس جماعت یا اس کے کسی بھی فرد اور رکن کے خلاف دل میں یا زبان پر کچھ بات رکھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معتمد و ہم مجلس سے بدگمانی کرے، اور العیاذ باللہ! اس سے بڑھ کر، ان میں سے کسی پر بھی کوئی الزام لگائے، ان کے خلاف زبان کھولے، اور اپنی زبان کو سب و شتم سے ناپاک و آلودہ کرے، وہ امت کے اجتماعی فیصلہ کے مطابق، بلا شک و شبہ، دائرہ اسلام سے خارج اور جماعت مسلمین سے بے تعلق ہے۔ علامہ قرطبی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں، فیصلہ کن غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے کہ:

﴿فَمَنْ نَسَبَهُ أَوْ وَاحِدًا مِنَ الصَّحَابَةِ إِلَى كَذِبٍ، فَهُوَ خَارِجٌ عَنِ الشَّرِيعَةِ، مَبْطُلٌ لِلْقُرْآنِ، طَاعِنٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وَمَتَى أَلْحَقَ وَاحِدًا مِنْهُمْ تَكْذِيبًا فَقَدْ سَبَّ، لِأَنَّهُ لَا عَارَ وَلَا عَيْبَ بَعْدَ الْكُفْرِ بِاللَّهِ، أَعْظَمُ مِنَ الْكُذْبِ. وَقَدْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَبِّ أَصْحَابِهِ، فَالْمَكْذِبُ لِأَصْغَرِهِمْ [وَلَا صَغِيرَ فِيهِمْ] دَاخِلٌ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ، شَهِدَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ (۱)

ترجمہ: جس کسی نے حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے خلاف بھی زبان کھولی اور ان پر کذب بیانی کا الزام لگایا، وہ دین و شریعت سے بے تعلق ہے، قرآن مجید کو معاذ اللہ باطل کرنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے، اور جب اس نے حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کا دامن بھی کذب سے وابستہ کیا، تو گویا اس نے گالی دی، کیونکہ کفر کے بعد، جھوٹ کے الزام سے بڑھ کر، کوئی عیب اور شرم دلانے کی بات نہیں ہے اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے، جو کسی صحابی کو نازیبا بات کہے۔ اس لئے ان میں سے چھوٹے سے چھوٹے صحابی [اور درحقیقت ان میں کوئی بھی چھوٹا نہیں ہے] کی طرف کذب اور غلط بیانی منسوب کرنے

(۱) الجامع لأحكام القرآن. سورة الفتح. ص: ۲۹۸ ج: ۱۶ [دارالکتب العربی، للطباعة والنشر: قاہرہ۔ ۱۳۸۷ھ]

والا، اللہ کی لعنت میں داخل ہے، اس کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

﴿لَا تَسْبُوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَقَامَ أَحَدِهِمْ سَاعَةً،

يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً﴾ (۱)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ ان کی زندگی کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، گزارا ہوا ایک لمحہ، تمہاری چالیس سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر کا ارشاد ہے کہ، صحابہ کی خدمت نبوی میں ایک ساعت، تمہاری پوری زندگی سے بہتر ہے۔

﴿لَا تَسْبُوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَقَامَ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ

أَحَدِكُمْ عَمْرَه﴾ (۲)

چند گم کردہ راہ افراد: مگر یہ کیسی بد نصیبی، کس قدر، بلکہ آخری درجہ کی بے توفیقی اور محرومی ہے کہ

ایسی ایسی واضح ہدایات و احادیث سے واقفیت کے باوجود، کوئی بھی شخص خصوصاً ایسے افراد جو محبت اہل بیت اور خانوادہ حسنین کو اپنا مقصد زندگی کہتے ہوں، جانتے بوجھتے قدسیوں کی اس جماعت، یا اس کے کسی ایک فرد کی نسبت بھی دل میں کچھ بات رکھے، یا خدا نخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت کے، کسی بھی حاضر باش اور معتمد کے متعلق نازیبا لب کشائی کرے اور ان پر زبانی طعن دراز کرے، کیوں کہ خدا نہ کرے، اگر ان میں سے کسی کے متعلق بھی کچھ کہا جاتا ہے، تو ان کے حوالہ سے دین و شریعت کے جواہر کلمات معلوم و مدون ہیں، ان کی کیا حقیقت باقی رہ جائے گی۔ ان حضرات کو مطعون و مجروح کرنا، درحقیقت دین و شریعت کے ان اصولوں و ہدایات کو مجروح کرنا ہے، جو ان کے حوالے سے منقول اور امت کے زیر عمل ہیں۔ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی نے، ایک مکتوب میں رقم فرمایا ہے:

(۱) رواہ ابن بطہ - شرح عقیدۃ الطحاوی - تحقیق: علامہ احمد محمد شاکر - ص: ۴۱۷،

[مکتبۃ الریاض الحدیثۃ - ریاض - بلاسنہ]

(۲) رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ - رقم الحدیث: ۳۳۰۸۲ - ج: ۱۷، ص: ۳۰۷ - تحقیق شیخ محمد عوامہ

[عکس طباعت کراچی: ۵۱۴۲۸]

”قرآن و شریعت را و اصحاب تبلیغ نمودہ اند، اگر ایشان مطعون باشند، طعن در قرآن و در شریعت لازم می آید، قرآن جمع حضرت عثمان است علیہ الرضوان، اگر عثمان مطعون است، قرآن ہم مطعون است“ (۱)

قرآن و شریعت اصحاب (نبی) نے پہنچایا ہے، اگر وہ قابل اعتراض ہیں، تو قرآن مجید اور شریعت میں اعتراض اور شبہ ضروری ہوگا۔ قرآن حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے، اگر حضرت عثمان پر شبہ اور اعتراض ہے، تو قرآن پر بھی شبہ اور اعتراض ہے۔

اسی بات اور فیصلہ کو جلیل القدر مفسر قرآن، علامہ قرطبی نے [ہارون رشید کی مجلس کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے] عمر بن حبیب کے الفاظ میں بالکل صاف کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿إِذَا كَانَ الصَّحَابَةُ كَذَابِينَ، فَالشَّرِيعَةُ بَاطِلَةٌ، وَالْفَرَائِضُ وَالْأَحْكَامُ فِي الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ، وَالطَّلَاقِ وَالنِّكَاحِ وَالْحُدُودِ، كُلُّهَا مَرْدُودَةٌ، غَيْرَ مَقْبُولَةٍ﴾ (۲)

اگر خدانہ کرے، صحابہ کرام ناقابل اعتبار ہیں، تو شریعت باطل ہے۔ تمام فرائض اور احکامات الہیہ، روزہ، نماز، طلاق، نکاح اور حدود وغیرہ سب ناقابل اعتبار اور ناقابل قبول ہیں۔

مگر عبرت کی جا ہے، زوال کہاں تک: لیکن یہ نہایت سخت فیصلے بھی ایسے گم کردہ راہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہوئے، وہ ان سب تعلیمات و ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے، خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم پر اعتراضات کرتے ہیں اور اس میں یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی صراحت کے مطابق:

”لعن عمر اترجیح دہند، بر ذکرا الہی و تلاوت قرآن مجید“ (۳)

ترجمہ: حضرت عمر کو برا بھلا کہنے کو [اس درجہ ضروری اور اہم سمجھتے ہیں کہ] اس کو ذکرا الہی اور تلاوت قرآن مجید پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۱) مکتوب پنجاہ و چہارم دفتر اول، جلد دوم ص: ۲۸ مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری [مکتبۃ القدس کوئٹہ]

(۲) الجامع لاحکام القرآن ص: ۲۹۹، ج: ۱۶ [دار الکتب العربی، للطباعة والنشر۔ قاہرہ ۱۳۷۸ھ]

(۳) تحفہ اثنا عشریہ فارسی۔ ص: ۵۶۲۔ [مطبع شمر ہند، لکھنؤ: ۱۲۹۵ھ]

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی تجاوز اور جسارت کرتے ہیں کہ:

”لعن کبراء صحابہ و ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را، عبادت عظمیٰ دانند“ (۱)

ترجمہ: بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر طعن کرنا، اہم ترین عبادت سمجھتے ہیں۔

اور حضرت شاہ صاحب کا یہ ارشادات ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ان کی تردید ممکن ہی نہیں، گزشتہ دور میں ہی نہیں بلکہ حال میں بھی بعض شیعہ اہل قلم نے اپنے نظریہ کی تائید میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان سب باتوں کی بے تاثر تصدیق و توثیق ہو رہی ہے۔ (۲)

اب کیا ہونا چاہئے؟ یہ نظریہ رکھنے والے لوگ، چار پانچ کے علاوہ جملہ صحابہ کرام کو بالکل نظر انداز بلکہ مسترد کرتے ہیں، ان کا احترام تو کیا کرتے، ان کی جلالت شان اور عظمت و کرامت کی کیا تحسین کرتے، وہ تو [توبہ، توبہ استغفر اللہ، استغفر اللہ!] ان سب کے ایمان پر شک ظاہر کرتے ہیں، لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے سخت الزامات و افتراءات اور ناقابل عبور اختلافات کی وسیع ترین خلیج کے ہوتے ہوئے، جس میں ایک نسبت بہت چھوٹا سا گروہ یا جماعت، امت مسلمہ کے اجتماعی عقیدہ اور جملہ احادیث و روایات اور معتبر سے معتبر تاریخی حوالوں کو مسترد کر رہی ہے، اور اکثریت کے بڑے سے دینی مذہبی پیشواؤں کی نہایت شدید اور مسلسل دل آزاری کرنے اکثریت کے دلوں کو ہر وقت زخم پہنچانے اور ہر دن نئے انداز سے ناک فگنی کرنے کو، اپنا کمال اور عبادت سمجھتی ہے۔

اور اس صورت میں جب اہل سنت کے دلائل کو [بقول خود] محبین اہل بیت رد کرتے ہیں اور اہل تشیع کے دلائل کو اہل سنت ناقابل اعتبار گردانتے ہیں، تو اب وہ کون سا تیسرا اور ایسا معتمد ذریعہ ہے جس کی صداقت اہل تشیع

(۱) تحفہ اثنا عشریہ فارسی۔ ص: ۵۶۲۔ [مطبوعہ شریعت، لکھنؤ: ۱۲۹۵ھ]

(۲) یہاں مجھے ایک کتاب کا نام اور حوالہ لکھتے ہوئے قلبی اذیت ہو رہی ہے، مگر اس کے بغیر یہ بات مکمل نہیں ہوگی۔

گزشتہ دنوں ایک نہایت دل آزار، اور ناپاک کتاب ”توضیح الغراء“ تالیف: عباس ارشاد نقوی۔ جو سنی اکاڈمی، لکھنؤ سے چھپی تھی، ۲۰۰۵ء کا ایڈیشن سامنے ہے، اس کتاب میں ان تمام باتوں کی شیعوں کے معتبر حوالوں سے تذکرہ کیا گیا ہے، جن کا علمائے اہل سنت تذکرہ فرماتے ہیں اور اہل تشیع اس کا انکار کرتے رہتے ہیں، فیلاسف!

بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوں اور اہل سنت کو بھی اس سے اختلاف نہ ہو اور اس سے یہ بھی بے غبار سامنے آ جائے کہ سچائی دراصل کہاں ہے۔ کیا واقعہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم اور حضرات شیخینؑ کے درمیان ایسے ہی سخت اختلافات تھے، جن کی گرہ کشائی ناممکن تھی، یا دونوں بڑوں، ان کی اولاد، خاندان اور نسلوں کے درمیان محبت و مودت، کرم فرمائی و احسان مندی کا ایسا دراز سلسلہ تھا، جس کی کڑیاں ایک دوسرے سے جڑتی چلی جاتی تھیں، اور کہا جاسکتا تھا کہ ان میں قربت و عنایات کی ایک دائمی لہر، ایسا دریا زمزم بہہ رہا تھا، جس کے کناروں پر، اعتبار و اعتماد و راحت و دل آویزی اور قرابت و قربت کے چمنستاں آباد تھے۔ تاریخ اور علم الانساب کے دفتر کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہی تھا، دونوں خاندانوں میں عہد نبوی میں، جو یگانگت آپس داری اور قرابت و قربت کی ڈور بندھی تھی، وہ نسلوں تک اسی طرح بندھی رہی، اس میں اسی طرح گل بوٹے نکلتے رہے، اور اسی طرح اس پر نئی نئی بہار آتی رہی اور نئے نئے پھول نمودار ہوتے رہے۔

ان تمام رشتوں کی تفصیلات سے پہلے اس موضوع کو مکمل کرنے کے لئے، مختصر ایہ جان لینا بھی نہایت مفید اور چشم کشا ہوگا، کہ حضرت صدیق اکبر، اور حضرت فاروق اعظمؓ کے متعلق، داماد رسول، حضرت علی حیدر، ان کے صاحبزادگان سراپا منزلت اور ان کے محترم اخلاف، خصوصاً حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق کیا فرماتے تھے، ان کے دلوں میں حضرات شیخین کی محبت کس درجہ رچی بسی ہوئی تھی اور یہ سب شیخین کی محبت اور اتباع کو کیا بلند مقام دیتے تھے۔

قابل توجہ یہ ہے کہ آئندہ سطور میں درج اس طرح کی تمام روایتیں شیعوں کے مستند ترین مآخذ میں شامل ہیں، اور ان کے نہایت معتمد لوگوں سے حوالے منقول ہیں، لہذا ان کی صحت میں شیعہ صاحبان کو بھی کلام نہیں مگر۔۔

اس کے بعد، آل ابی طالب کے خاندانوں کی، شیخین وغیرہم سے قریب ترین رشتہ داریوں نسبتوں اور دائمی ربط و ضبط کی تفصیلات، معتبر شیعہ کے حوالہ سے نقل کی جا رہی ہیں، جو ان لوگوں پر بطور خاص حجت ہیں، جو ان کتابوں اور ان کے مصنفین کو اپنا مسلمہ عالم اور پیشوا مانتے ہیں۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

کسی پر بھی لعنت کرنے کی حضرات حسنینؑ کی زبان سے صاف ممانعت: حال آں کہ خود اس فرقہ کی اہم ترین مذہبی کتابوں میں، اس لعن طعن کی ممانعت ہے، اس سے منع کیا گیا ہے اور برملا کہہ دیا گیا ہے کہ:

﴿ان اللعنة اذخرجت من في صاحبها ترددت، فإن وجدت مساعيا، وإلا رجعت
على صاحبها﴾ (۱)

”جب کسی کے منہ سے [کسی کے لئے لعنت] نکلتی ہے تو وہ ٹھہر جاتی ہے، جس پر لعنت کی گئی ہے،
اگر وہ اس کا مستحق ہو تو اس پر جاتی ہے، ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے“

یہ روایت اہل تشیع اور خانوادہ اہل بیت کو ماننے کا دعویٰ کرنے والوں سے، بہت کچھ کہہ رہی ہے
اور سوال کرتی ہے کہ جب تم ہمارے کہنے والوں کی یہ ہدایات نہیں مانتے، پھر پھر ماننے اور محبت کا دعویٰ
کیسا...؟ اس روایت کا بہت ہی اہم پہلو یہ ہے کہ یہ روایت بھی اور اس موضوع کی ایک اور روایت،
خود حضرات حسنین اور امام محمد باقر سے منقول ہیں۔ کیا ان کے ایسے صاف اقوال کو نظر انداز کر کے، بلکہ ان کی
کھلی مخالفت کر کے، خود کو ان حضرات کا ماننے والا محبت کرنے والا کہا جاسکتا ہے۔۔۔ اور کیا ان کی اعلیٰ درجہ
کی اخلاقی تعلیمات کو جان بوجھ کر، چھوڑنے اور نظر انداز کرنے سے راہ ہدایت حاصل ہو سکتی ہے۔؟

حضرات شیخینؑ سے حضرت علیؑ اور خانوادہ حسنینؑ کی محبت اور ان کی تقلید کی روایات: اور اس

کے ساتھ ہی اس کا جائزہ لینا بھی نہایت ضروری ہے کہ، وہ تمام اکابر، جن کو اہل تشیع، اپنے سب سے بڑے مقتداؤں
میں جانتے ہیں، وہ اپنی زبان سے حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نسبت کیا فرماتے تھے اور ان کے یہ
ارشادات گرامی وہ نہیں ہیں جو علمائے اہل سنت کی کتابوں میں درج ہیں، بلکہ یہ خود اہل تشیع کے ممتاز و معتبر ترین
ماخذ میں درج ہیں۔

یہاں معتبر شیعہ ماخذ میں موجود متعدد روایتوں میں سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروقؓ کی عظمت
شان کے اعتراف، ان کے کامل اتباع، اُن کے حق پر ہونے کی تصدیق اور ان سے اپنی دلی محبت کے اظہار میں،
حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادقؑ نیز [شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق، امام غائب]
حسن عسکری کی صرف ایک ایک روایت یہاں نقل کی جا رہی ہے، جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان حضرات کے،
شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اختلافات کی اطلاعات غلط ہیں، جو ان حضرات کے مشترکہ بدخواہوں
نے گھڑی ہیں اور پھیلائی ہیں اور ان میں سے اکثر روایتیں اور اطلاعات بہت بعد کی ایجاد اور بلاشبہ غلط ہیں۔

(۱) اصول کافی شیخ یعقوب کلینی، ص: ۵۴۷، ۵۴۸ [منشی نول کشور لکھنؤ: ۱۳۰۲ھ]

الف: نہج البلاغہ میں [جو حضرت علی کرم اللہ کے اقوال و افادات و کلمات کا معروف و معتبر مجموعہ

ہے] حضرت علیؑ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿لِلّٰهِ دَرُ فُلَانٍ فَلَقَدْ: قَوْمُ الْأَوْدِ، وَدَاوَى الْعَمْدِ، وَأَقَامَ السَّنَةَ، وَخَلَفَ الْبَدْعَةَ، ذَهَبَ نَقِي الثَّوْبِ، قَلِيلَ الْعَيْبِ، أَصَابَ خَيْرَهَا، وَسَبَقَ شَرَّهَا، أَدَّى إِلَى اللَّهِ طَاعَتَهُ، وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهِ، رَحَلَ وَتَرَكَهُمْ فِي طَرَقٍ مَتَشَعِّبَةٍ لَا يَهْتَدِي فِيهِ الضَّالُّ، وَيَسْتَيَقِنُ الْمَهْتَدِي (انتہی)﴾ (۱)

ترجمہ: فلاں شخص کتنا اچھا اور بہترین تھا، کیوں کہ اس نے (۱) کچی کو سیدھا کیا (۲) سنگین بیماری کا علاج کیا (۳) سنت کو قائم اور جاری کیا (۴) بدعت کی مخالفت کی (۵) دنیا سے پاک دامن گیا (۶) بہت کم عیب والا تھا (۷) بہترین افعال کرتا رہا (۸) برے افعال سے محترز رہا (۹) اللہ کی فرمانبرداری کرتا رہا (۱۰) اللہ سے اسی کے حقوق میں سب سے زیادہ ڈرنے والا تھا۔ خود تو چلا گیا، لیکن لوگوں کو منتشر اور پراگندہ چھوڑ گیا، کہ اس میں گمراہ کے لئے کوئی ہدایت حاصل کرنے کی صورت اور ہدایت یافتہ کے لئے یقین کی شکل نہیں۔ (۲)

اس روایت میں جس عالی مرتبہ شخص کی، بے پناہ تعریف و توصیف کی گئی ہے، وہ کون تھے؟ نہج البلاغہ کے اکثر شارحین، خصوصاً علامہ بحرانی نے [م ۶۸۱-۱۲۸۲ م] لکھا ہے کہ، اس سے حضرت ابو بکر صدیقؓ مراد ہیں۔ نہج البلاغہ کے بعض اور شارحین [جو سب شیعہ صاحبان ہیں] کہتے ہیں کہ اس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کی جانب اشارہ ہے۔ دونوں میں سے جو بھی اس سے مراد ہوں، یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حضرات کیسے زبردست اور عالی اوصاف کے حامل تھے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ان اوصاف عالیہ اور کمالات وہیہ میں، جن کا سیدنا علی مرتضیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے، دونوں ہی حضرات اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پر تھے۔

ب: محمد باقر کا ارشاد: کشف الغمۃ تصنیف شیخ علی بن عیسیٰ الارملی م ۶۹۲ھ ۱۲۹۳ء میں ہے کہ

حضرت ابو جعفر محمد الباقرؓ سے تلوار پر نقش و نگار بنانے کے متعلق سوال کیا گیا، کہ کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے، اس لئے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تلوار پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ سائل نے کہا: آپ بھی ابو بکر کو "صدیق" کہتے ہیں،

(۱) اظہار الحق ج: ۳/ ص: ۹۳۸ تحقیق محمد احمد محمد عبدالقادر ملکاوی، [ریاض: ۱۴۱۰ھ]

(۲) بائبل سے قرآن تک/ ج: ۳ ص: ۲۶۔ ترجمہ مولانا اکبر علی صاحب، شرح و تحقیق مولانا مفتی تقی عثمانی [کراچی: ۱۳۹۱ھ]

یہ سن کر حضرت باقر اپنی نشست سے کود کراٹھے اور فرمایا: نعم الصديق. نعم الصديق. ہاں صدیق تھے، ہاں صدیق تھے، ہاں صدیق تھے، اور جوان کو صدیق نہ کہے، اللہ تعالیٰ اس کی کسی بھی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا اور سیدھا نہ کرے۔

ج: حضرت باقر کا ایک اور ارشاد: الفصول المهمہ فی اصول الأئمة [تالیف شیخ

محمد بن حسین الحر العاملی] میں، حضرت صدیق اکبر سے متعلق، حضرت ابو جعفر [محمد الباقر] کا ایک قول اور منقول ہے، لکھا ہے کہ ایک جماعت، چند آدمی، خلفائے ثلاثہ، سیدنا صدیق اکبر، عمر فاروق، اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی عیب جوئی اور نکتہ چینی میں مصروف تھے، ان کی بات سن کر حضرت باقر نے، قرآن کریم کی آیت: السابقون الأولون اور مہاجرین کے متعلق متعدد آیات کی تلاوت کی اور فرمایا: کہ تم ان میں سے نہیں ہو، جن کی قرآن مجید میں تعریف فرمائی گئی ہے، یعنی حضرات خلفائے ثلاثہ اس کا مصداق ہیں اور ان میں شامل ہیں، مگر اس کے متعلق تبصرے اور بری رائیں رکھنے والے، اس جماعت سے خارج ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے رضوان و مغفرت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔

د: حضرت جعفر صادق کا فرمان: امام محمد بن حسن شیبانی، ابو حفصہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

میں نے محمد بن علی [حضرت باقر] اور جعفر بن محمد [حضرت جعفر صادق] سے حضرت ابو بکر و عمرؓ کے بابت پوچھا، تو انہوں نے کہا: وہ دونوں امام تھے، عادل تھے، ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد، جعفر بن محمد، میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے سالم! کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا، ابو بکر صدیقؓ میرے نانا ہیں۔ مجھے میرے جد، محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں۔

اور ابو جعفر [حضرت باقر] سے روایت ہے کہ کہ انہوں نے فرمایا، جس نے حضرت ابو بکر و عمرؓ کی فضیلت کو نہ جانا، وہ سنت رسول سے جاہل رہا، اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابو بکر و حضرت عمرؓ کی نسبت کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: میں ان سے محبت رکھتا ہوں، اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبت کرتے تھے۔

نیز ان سے پوچھا گیا کہ جو لوگ حضرت ابوبکر و عمر کو برا کہتے ہیں [وہ کیسے ہیں؟] فرمایا: وہ بے دین ہیں۔ (۱)

۵: امام غائب کی نصیحت: شیعہ صاحبان کے گیارہویں امام، حسن عسکری [بن علی بن محمد م ۲۶۰ھ/۸۷۴ء] سے منسوب تفسیر قرآن [کشف الحجب] کے حوالہ سے، جملہ صحابہ کرام کا احترام ضروری ہونے اور ان کو برا کہنے والوں کے لئے، ایک بہت واضح اور گویا قولِ ناطق نقل کیا گیا ہے، جو ایسے لوگوں کے لئے آئینہ اور سامانِ عبرت ہے، جو حضرات صحابہؓ کے لئے نازیبا کلمات زبانوں سے نکالتے ہیں۔ فرمایا:

﴿إِنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ كَانَ يَكْفُرُ بِرَبِّهِ وَكَانَ يَكْفُرُ بِأَصْحَابِهِ أَوْ أَحَدًا مِنْهُمْ، يَعَذِّبُهُ اللَّهُ عَذَابًا، لَوْ قَسَمَ عَلَىٰ مِثْلِ خَلْقِ اللَّهِ لَا هَلَكَ لَهُمْ أَجْمَعِينَ﴾

ترجمہ: جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یا اصحاب، یا ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض اور دشمنی رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا شدید عذاب دے گا، کہ اگر اس عذاب کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے، تو سب کو ہلاک کر دے۔ (۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اس خانوادہ کے، جلیل القدر اکابر اور رہنماؤں کے، مذکورہ بالا معتبر ارشادات و کلمات سے عیاں ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؓ، ان کی اولاد اور گھرانہ اسی طریقہ پر کار بند اور عامل رہے اور اسی طریقہ کو صحیح قابل عمل اور اسوۂ نبوی کے مطابق سمجھتے تھے، جو حضرت ابوبکر و عمرؓ کا طریقہ اور عمل تھا۔

حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ کو، حضرت شیخینؓ کا معاذ اللہ مخالف اور بعد میں ایک مستقل گروہ کا قائد و سردار اور ایک نئے مذہبی طریقہ کا قائد و امام قرار دیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ ان کا اور خلفائے ثلاثہ کا راستہ الگ الگ تھا، اور اسی کو بنیاد بنا کر اور بھی بہت سی باتیں کہی جاتی ہیں، مگر یہ روایات صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ

(۱) یہ اور اس کے علاوہ اس مفہوم کی متعدد معتبر روایتیں، حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں نقل فرمائی ہیں۔ ملاحظہ ہو: ازالۃ الخفاء مع ترجمہ مولانا عبد الشکور کوری لکھنوی ص: ۲۲۴ جلد اول۔ [عمدة المطالع - لکھنؤ: طبع اول] اس طباعت کے حاشیہ پر ازالۃ الخفاء کا صحیح فارسی متن بھی۔ مولانا عبد الشکور لکھنوی کی تصحیح سے درج ہے۔ صرف ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو: ترجمہ ازالۃ الخفاء ص: ۴۰۵/۴، نور محمد اصح المطالع کراچی: بلا سنہ

(۲) یہ تمام روایتیں اقتباسات اور حوالے، مناظر اسلام، مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے اپنے معرکہ آرا تصنیف اظہار الحق میں نقل فرمائے ہیں۔ یہ کتاب ڈیڑھ سو سال سے مسلسل چھپ رہی ہے، اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، مگر ان حوالوں کی صداقت اور استناد کو کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکا۔ نیز اس قسم کی متعدد روایتیں، خصوصاً آخر میں درج حضرت حسن عسکری کا قول، محسن الملک سید مہدی علی خاں نے بھی آیاتِ مینات میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: آیاتِ مینات جلد اول [یونائیٹڈ پریس لکھنؤ: ۱۳۵۱ھ] یہی طباعت راقم کے سامنے ہے۔

خانوادہ حسنینؑ اور ان کے اسلاف و اخلاف، حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طریقہ اور روایات و اعمال کی پابندی کو لازم جانتے تھے، ان کے ہی طریقہ پر چلتے تھے، ان کے معمولات اور اسوہ کو اپنی خوش بختی کا سامان اور ذریعہ خیر گردانتے تھے، نیز اپنے گھروں اور نسلوں میں ان کی بابرکت یاد کا مسلسل باقی اور تازہ رکھنا ضروری سمجھتے تھے اور اپنی اولادوں کے ان جیسے نام رکھنا، اپنے لئے باعث رحمت و سعادت اور نیک فال شمار کرتے تھے۔ خاندان حسنینؑ کے جلیل القدر اصحاب حضرات شیخینؑ سے اپنی خاندانی نسبت اور آبائی رشتہ پر فخر کرتے تھے اور ان کی اولاد میں رشتہ داریوں کو، ان کے داماد بننے بنانے کو، اپنے اور اپنے گھرانوں کے لئے سامان خیر و برکت قرار دیتے تھے۔

ایسے ایک دو واقعات یا رشتے نہیں، بلکہ ایسے ناموں کے اعادہ و تکرار اور ایسے رشتوں کے تواتر و اہتمام کی ایک لمبی تاریخ ہے، جس سے یہ بات کھل کر آئینہ ہو کر سامنے آتی ہے، اس میں کسی بھی طرح کا کوئی شک و شبہ، اور تاریخ و ثبوت کے لئے لحاظ سے ادنیٰ تا مل باقی نہیں رہتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ان کا خانوادہ گرامی اور ان کے تمام قابل ذکر اخلاف و اولاد، اسی عقیدہ کو مانتے تھے، اسی طریقہ اور دین کے ان ہی تمام اصولوں اور نظام کو تسلیم فرماتے اور ان کے مطابق عمل رکھتے تھے، جو حضرات شیخین کا طریقہ، عقیدہ اور عمل تھا۔ یقیناً حضرت علی اور ان کا گھرانہ اور ان کی بعد کی نسلیں اس سے علیحدہ ہونے کو برا بلکہ ناجائز اور گناہ سمجھتی تھیں۔

حضرت شیخین کی محبت و نسبت، خانوادہ علی کرم اللہ وجہہ کے لئے، دین صحیح سے وابستگی کی ایک علامت تھی اور وہ ان سے متواتر و وابستگی کو، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کے برابر جانتے تھے، اسی لئے اس تعلق کو سرمایہ حیات اور مقصد زندگی سمجھتے تھے۔

مشاجرات کی روایات حقیقت یا افسانہ؟ اس وقت جب حضرات صحابہ کی عظمت پر پھر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں، ان کی شان میں گستاخیوں کی بات کی جا رہی ہے، اور ان سے محفوظ، قرآن مجید، سنت و احادیث نبوی اور شریعت کی بنیادوں پر نئے تیشے نئے حربے آزمائے جا رہے ہیں، ضرورت ہے کہ، اس بات کو اپنے ذہن و نظر اور مطالعہ میں ایک بار پھر تازہ کر لیا جائے کہ حقیقت دین کو صحابہ کرام کے جس کارواں اور قائدین نے واضح کیا، وہ پہلے بھی ایک ہی جماعت تھے، ایک ہی کہکشاں کے آفتاب و ماہتاب تھے اور ایک ہی منبع سے منور ہو کر، ضوفشانی فرماتے رہے، بعد میں بھی ہمیشہ ایک ہی رہے۔ ان میں نہ اس وقت اختلاف تھا،

جب وہ دامن رسالت کے زیر سایہ زندگی گزار رہے تھے، نہ اُس وقت تھا جب ان میں سے ثانی اثنین یا یار غار کو مسند خلافت سپرد کی گئی، نہ اُس وقت تھا جب ”لو کان بعدی نبی لکان عمر“ کے مصداق، اپنے اقتدار اور تدبیر و انتظام سے ملت اسلام کو، نئی فتوحات، نئی بلندیوں، نئی ترقیات اور نئے حصوں تک اسلام پہنچا کر، سرخ رو اور کامیاب فرما رہے تھے۔ تاہم بعد کے حالات میں بعض صحابہؓ کے درمیان بعض غلط فہمیاں پیش آئیں، اور اختلاف و مشاجرات ہوئے لیکن ان کے دل ہمیشہ صاف رہے، انہوں نے ان اختلافات و نزاعات کو، اپنے دامن سے بھی جھٹک دیا تھا، اور اپنی اولادوں کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی۔

اس لئے اگر [خاکم بہ دہن] ان سے کہیں غلطی ہوئی بھی ہو، تو وہ خدا نہ کرے، ان کے باطن کی خرابی اور قلبی اندرونی اختلاف کا اثر نہیں، بلکہ صرف اختلاف رائے کی بات تھی۔ شرح عقائد نسفی کا اقتباس اوپر گذر گیا ہے، اس میں فرمایا گیا ہے:

”وما وقع بینہم من المنازعات والمحابرات فله محامل و تاویلات“

ان حضرات کے درمیان جو بھی اختلاف و مشاجرات ہوئے، انہوں نے ان کو قطعاً بھلا دیا، فراموش کر دیا تھا، ان کی بعد کی زندگی، ان کے باہمی تعلقات، خاندانی رشتے، عظمت و احترام اور روابط اسی طرح باقی رہے۔ ان حضرات کے باہمی تنازعات و اختلاف کی جو روایت و اطلاعات اور تاریخی معلومات ہیں، ان کے ساتھ ایک بڑی خطرناک سازش ہوئی ہے، چوں کہ اس طرح اکثر روایتوں کے نقل کرنے والے اور ان روایتوں کی مدد سے اول اول تاریخ مرتب کرنے والے، اسی خیال و فکر کے اشخاص تھے جو اختلاف و عدم توازن کے شکار تھے، اس لئے ان کو پڑھتے ہوئے بہت احتیاط کی اور بہت غور و فکر کی ضرورت ہے کہ:

ساتی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

خانوادہ علیؑ میں حضرت شیخین کے ناموں کا معمول اور اہتمام: اور یہ بھی ایک عالم

آشکارا اور بے غبار حقیقت ہے کہ اگر اللہ نہ کرے، ان حضرات کے درمیان، بعد میں یا شروع میں، زندگی کے کسی دور میں بھی، بد اعتمادی، اختلاف اور بے تعلقی کی ایسی کوئی بات ہوتی جس کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور ان کے شفاف دامن کو آلودہ کرنے کی جسارت کی جاتی ہے، تو کیوں یہ حضرات اپنے خاندانی رشتے اس شدت و قوت سے باقی رکھتے، کیوں اپنی اولادوں کے نام ابوبکر، عمر عثمان، عائشہ رکھتے، کیوں ان کی یادوں کو ہر وقت اپنے سامنے تازہ

رکھتے اور کس وجہ سے اپنے اخلاف کو، ان حضرات کے خاندانوں سے رشتہ ناطہ جوڑنے کی تاکید و اہتمام فرماتے اور اس میں کوشش کا مزاج بناتے؟

ذرا غور تو فرمائیے! حضرت علی کے صاحبزادوں کی قریبی اولاد میں سے، چار کے نام ابوبکر، پانچ کے عمر اور پانچ ہی کے نام عائشہ ہیں۔

بھلا، کون اپنے دشمنوں کے نام پر اپنی اولادوں کے نام رکھتا ہے، کون ان لوگوں سے جن سے پشتینی خاندانی عداوتیں ہوں، اپنی بیٹیاں دینا اور ان گھروں میں اپنے لڑکوں کی شادی کرنا پسند، یا گوارہ کرتا ہے۔ ان حضرات کے باہمی رشتوں اور قریب ترین گہرے تعلقات کی جو مصدقہ تفصیلات اور معتبر شجرے، آئندہ صفحات میں پیش کئے جا رہے ہیں، وہ ڈنکے کی چوٹ پر، اس فاسد خیال اور بے اصل پروپیگنڈے کی تردید کرتے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ:

اے کاش حقیقت کی کچھ ان میں جھلک ہوتی واعظ تری تقریر افسانے ہی افسانے اس مطالعہ سے چند نہایت حیرت انگیز چونکا دینے والی معلومات سامنے آتی ہیں، جو اپنے آپ میں بڑی دریافت اور عجوبہ کی حیثیت رکھتی ہیں:

(۱) حضرات حسنینؑ کی جو نسلیں معروف و موجود ہیں، وہ تمام تر وہ ہیں، جو حضرت ابوبکر

صدیقؑ کی پوتیوں، نواسیوں اور اسی طرح حضرت عمر فاروقؑ کی اولاد سے ہوئی ہیں۔

(۲) حضرت امام جعفر صادقؑ اس پر فخر کرتے تھے، کہ میری مادری، پدری نسبت [والدہ اور

دادی] دونوں کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؑ سے جڑا ہوا ہے۔

(۳) حضرات شیخین کے علاوہ، حضرات حسنینؑ کی تمام زوجات غیر عرب، عجمی خاندانوں سے تھیں۔

(۴) شیعہ صاحبان کی روایات میں، ان کے اماموں کی مادری نسبت [حضرت جعفر صادقؑ

کے بعد] اور ثبوت میں سخت اختلاف ہے۔

دقیق علمی مباحث، متکلمانہ مناظراتی بحثوں سے قطع نظر، یہاں درج یہ اطلاعات اور شجرے ہی اس کی مکمل

تردید کر رہے ہیں کہ، ان خاندانوں میں آپس میں سخت اختلافات تھے، اور دونوں کی مذہبی فکر اور راستے الگ الگ

تھے۔ اس تاریخی مطالعہ کی ایک ایک کڑی اور ہر اک شاخ کے آپس کے معتبر قریبی رابطے اور رشتہ داریاں، بہت صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ ان دونوں سلسلوں خاندانوں اور اہل نسبت میں آپس کے اختلاف، بد اعتمادی اور قطع تعلقات کی روایات و خبریں غلط اور بالکل غلط ہے۔

اس نظریہ کا ناقابل تردید ثبوت ان خاندانوں کی باہمی رنسہ راریاں ہیں، ان سے ہمارے اس نظریہ بلکہ عقیدہ کی توثیق ہو رہی ہے، جو شیعہ علماء، مورخین اور ماہرین علم الانساب نے اپنی کتابوں میں تحریر کئے ہیں، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو آج نئی دریافت ہوئی ہو، بلکہ قدیم سے قدیم ترین مورخین اور علمائے انساب نے ان سب کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی صداقت کو بلا خوف تردید ظاہر بھی کیا ہے، آئندہ صفحات میں جو دو مختصر تالیفات کے ترجمے پیش کئے جا رہے ہیں وہ اسی سلسلہ کی ایک نئی کڑی اور تازہ پیش رفت ہیں۔

اس موضوع کی تصانیف کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اس موضوع پر، قدیم سے قدیم مورخین اور ماہرین انساب نے روشنی ڈالی ہے اور بعض نے ایسی تمام معلومات اور رشتوں کو یک جا مرتب کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔

قدیم تصانیف میں اس موضوع کی ایک معروف اور عمدہ یادگار: حافظ ابوسعید، اسماعیل بن علی ابن زنجویہ الازدی [وفات ۴۴۵ھ] کی الموافقة بین اهل البيت والصحابة [ومارواه کل فریق فی حق الآخر] ہے، جس کی شہرہ آفاق عالم، اور مفسر قرآن علامہ جلال اللہ زنجیری نے تلخیص کی تھی۔ اصل کتاب اور اس کی تلخیص دونوں تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔

علامہ زنجیری کے خلاصہ کا، ایک قلمی نسخہ کی مدد سے، مولانا احتشام الحسن کاندھلوی [وفات: ۱۹۷۱ء] نے ”خلفائے راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات“ کے نام سے اردو میں ترجمہ بھی کیا تھا، جو ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہو چکا ہے، بعد میں پاکستان سے بھی چھپا تھا، ایک اور اشاعت زیر طبع ہے۔

آئندہ صفحات میں اس موضوع کی دو مختصر تالیفات کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، جو اسی حقیقت کو روز روشن کی طرح آشکارا کر رہی ہیں، ان تصانیف کی اکثر اطلاعات شیعوں کے مستند مراجع و آخذ سے لی گئی ہیں، سنی مراجع صرف قند مکرر اور توثیق مزید کے لئے درج کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ ان کا مطالعہ اس سلسلہ کی متعدد غلط فہمیوں، غلط بیانیوں کا پردہ چاک کر دے گا، اس کے مطالعہ سے یہ جاننے میں مدد ملے گی، کہ کئی مرتبہ مسلسل جھوٹ اور غلط گوئی سچائیوں کو کس حد تک گرد آلود اور دھندلی کر دیتی ہے۔ بہر حال آگے بڑھئے اور ان معلومات سے فائدہ اٹھائیے۔

وہ تالیفات جن کا ترجمہ آئندہ صفحات میں نذر قارئین ہے، یہ ہیں:

(۱) آل البيت والصحابہ: محبت و قرابة . پیش نظر اشاعت جمعية الآل و الصحب، بحرین اور سعودی عرب کے اشتراک سے بڑی پیمائش کے نہایت خوبصورت، عمدہ نفیس کاغذ پر کئی رنگوں میں، نہایت دیدہ زیب چھپی ہے، بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ طباعت ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء کی ہے مگر اس پر مرتب کا نام درج نہیں۔

(۲) الأسماء والمصاحرات بين اهل البيت والصحابہ رضوان اللہ علیہم

تالیف: ابو معاذ السید بن احمد بن ابراہیم الاسماعیلی ہے۔ زیر نظر طباعت، مکتبۃ الرضوان، قاہرہ کی ہے، سنہ طباعت درج نہیں۔ پیمائش کے انسٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی کتاب کا ترجمہ، ہمارے ادارہ، حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی کاندھلہ مظفرنگر کے علمی رفیق، مولانا ہدایت اللہ صاحب آسامی فاضل دارالعلوم دیوبند نے کیا ہے۔ دوسری کا مولانا عامل حسین سرور چمپارنی نے کیا ہے، یہ بھی دارالعلوم کے فاضل ہیں اور اس وقت مدرسہ اسلامیہ عیدگاہ کاندھلہ میں استاذ ہیں۔ ترجمہ مجھے خود کرنا تھا، لیکن بعض مصروفیات اور مضمون کے تقاضے کی وجہ سے ان دونوں صاحبان کو زحمت دی گئی، راقم نے دونوں پر نظر ڈال لی ہے، اور ان میں بعض ترمیمات بھی کی ہیں مگر یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے، تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ اصل تحریرات کا مفہوم اور پیغام ضائع نہ ہو، بہر حال جیسا کچھ ہے نذر قارئین ہے۔

چوں کہ دونوں تالیفات کا موضوع ایک ہے اور مراجع و ماخذ بھی اکثر مشترک ہیں، اس لئے بعض مندرجات و اطلاعات میں کسی قدر تکرار غیر متوقع نہیں، مگر اس میں شبہ نہیں کہ ان تالیفات سے اس موضوع کی نئی اہم ترین اور مستند معلومات سامنے آئیں ہیں، جن سے امید ہے کہ فائدہ اٹھایا جائے گا۔ و ما توفیقی إلا باللہ علیہ توکلت والیہ أنیب۔

نور الحسن راشد کاندھلوی

۱۷/رجب ۱۴۳۲ھ

اہل بیت کرام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں محبت و قرابت

قریبی رشتوں کی صراحت اور مستند و معتبر نسب ناموں کے ساتھ

مرتبہ

دارالآل والصب، بحرین و کویت

مطبوعہ

۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹ء

اردو ترجمہ: محمد ہدایت اللہ آسامی قاسمی

نظر ثانی و تکمیل

نور الحسن راشد کاندھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فرمایا کہ: تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور آپس میں اختلاف نہ کرو: ”واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا“ اور درود و سلام نازل ہو، اس با کمال مربی اور صاحب علم و عمل رہنما پر، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ہدایت دی اور درندہ صفت متفرق دلوں کو، باہم ایسا جوڑ دیا کہ وہ اللہ کے انعامات کے بدولت اس کے راستے اور دین پر آگئے اور جم گئے، آپس میں محبت کرنے والے بھائی بھائی بن گئے۔ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

اما بعد! تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پیشوایان ملت اہل بیت اور صحابہ کرام اور برگزیدہ ہستیوں کی معتبر وراثت اور صحیح سوانح حیات اور تاریخ کے بیش بہا ذخیرے پر توجہ دیں، کیوں کہ وہی درحقیقت مقتدا ہیں، جن کی اقتدا کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے:

”و السابِقون الأولون من المهاجرین والانصار“ [التوبہ: ۱۰۰]

لہذا ان حضرات کی اقتدا و اتباع ہمہ گیر کامیابی کی ضمانت ہے، اسی اہم اصول کے تحت جمعۃ الآل و الاصحاب، بحرین نے اس کی کوشش کی اور مفید کام کو انجام دیا، جس سے قارئین کے سامنے یہ ظاہر اور واضح ہو جاتا ہے کہ مدرسہ نبوی کے پہلے فارغین کے اندر کس قدر ہمدردی، رشتہ داری اور محبت و الفت تھی، کہ واقعی وہ قول باری تعالیٰ: ”محمد رسول اللہ والذین معہ أشداء علی الکفار رحماء بینہم“ [الفتح: ۲۹] کا عملی نمونہ اور ترجمان تھے۔

ان صفحات سے جہاں اہل بیت اور صحابہ کا حقیقی تعلق نمایاں ہوتا ہے، وہیں منصف مزاج، نیک نیت لوگوں کے سامنے ان لوگوں کے دعوؤں کی حقیقت بھی کھل جاتی ہے، جو اسلامی شفاف مآخذ کو داغدار بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، ان کے اغراض فاسدہ کو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ بہر صورت آپ اس مختصری

کوشش کو قبول فرمائیں۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس عجاہ نافعہ کی تیاری میں شرکت کرنے والے اصحاب کا شکریہ نہ ادا کریں، اور اللہ ہی سے قبولیت اور اخلاص کی دعا کرتے ہیں۔ اِنہ سمیع مجیب۔

وَاٰخِرُ عَوَاٰنَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اہل بیت اور ان کے چچا زاد خاندان کے درمیان ازدواجی رشتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک دیگر لوگوں سے بالکل جدا نہ تھی، ان کے درمیان رشتہ داری اور میل جول رہتا تھا، کیونکہ اہل بیت اور ان کے چچاؤں کی اولاد کے درمیان نسل در نسل، مرحلہ بہ مرحلہ ازدواجی رشتے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں اسی قریشی گھر آئیں تھیں۔ آٹھ رشتے آل عثمان کے ساتھ ہوئے، چھ آل مروان بن الحکم کے ساتھ اور چار آل ابی سفیان کے ساتھ، جن میں شریف ترین رشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ساتھ ہے، جو سلسلہ نسب میں دیگر ازواج مطہرات کی بہ نسبت آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھیں۔ انہیں رشتوں میں سے تیرہ رشتے، آل علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے، جن میں سے اکثر، واقعات صفین، جمل اور کربلاء کے بعد ہی وجود میں آئے ہیں۔

چنانچہ چچا زاد اولاد نے نسب پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپس میں نکاح اور لڑکیوں کے رشتوں کے ذریعہ سے باہمی تعلقات کو زیادہ مضبوط اور طاقتور بنایا، تاکہ نسب شریف سے نسبت میں کبھی انقطاع نہ ہو، چاہے اور تعلقات میں کبھی کچھ کشیدگی آجائے۔

خیر البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاتم الانبیاء والمرسلین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار ایسی بیٹیوں سے نوازا تھا، کہ جو پاکدامنی، نیکوکاری، تقویٰ و پرہیزگاری میں آخری بلند مرتبہ کو پہنچی ہوئیں اور اپنی مثال آپ ہی تھیں، وہ اسوۂ حسنہ اور بلند نمونہ تھیں ہر اک ایسی خاتون کے لئے، جو زندگی میں فلاح و بہود اور کامیابی و کامرانی کی خواہاں ہو۔

ان میں سے سب سے بڑی صاحبزادی، حضرت زینبؓ تھیں، جن کی پیدائش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے چند سال پہلے ہوئی تھی اور وفات اپنے والد محترم رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد منور میں ہوئی۔

ان میں سے سب سے چھوٹی صاحبزادی جنت کی عورتوں کی سردار، اور دو فلک بوس پہاڑوں، مہکتے پھولوں اور نادر ترین فرزندوں: حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ تھیں، جو سراپا زہد و تقویٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہ زہراء ہیں، جو باقی صاحبزادیوں سے افضل اور عبادت و زہد کے پیکر تمام خواتین سے بہتر ہیں، جن کے خاوند خلیفہ راشد، مجاہد عابد، عالم زاہد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، حضرت فاطمہؓ ہی اہل بیت میں، سب سے پہلے اپنے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملی تھیں۔

نیز آپ کی صاحبزادیوں میں، تقویٰ و پاکدامنی کا پیکر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی ولادت ہجرت سے سات سال پہلے ہوئی، دونوں ہجرتوں میں شامل اور سبقت حاصل کرنے والی تھیں۔ یہ تیسرے خلیفہ راشد، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں، جن کی ولادت حضرت رقیہ کے بعد ہوئی، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت رقیہ کی وفات کے بعد، حضرت عثمان غنی سے ہی کر دیا تھا، تو وہ بہترین بلکہ اعلیٰ ترین، بڑوں کی بہترین نمونہ بنیں، انہیں دونوں صاحبزادیوں سے نکاح کی وجہ سے اور اس شان امتیازی کو نمایاں کرنے کے لئے، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ذی النورین کا لقب عطا ہوا۔ رضی اللہ عنہما جمعین۔

قرآنی آیات سے مدلل درج بالا شجرہ، ان باطل افواہوں کی تردید کے لئے ایک قطعی اور نہایت قوی دلیل ہے کہ جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ صرف حضرت فاطمہؓ ہی، رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں، تینوں اور بیٹیاں گود لی ہوئی [لے پالک] تھیں، حالاں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَبَنَاتُكَ“ اس میں جمع کا صیغہ استعمال فرمایا گیا ہے، جو کم سے کم تین کے مجموعہ یا افراد پر، بولا جاتا ہے۔ صحیح احادیث کی صراحت اور اجماع امت بھی

اسی پر ہے، یہ چاروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں، اس کے ثبوت کے لئے ہم نے ستائیس (۱) معتبر کتابوں کے حوالے یہاں نقل کر دیئے ہیں۔

حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراءؑ کا مبارک نکاح

(۲) خطبہ (پیغام)

(۱) وقت اور جگہ

مدینہ منورہ میں، غزوہ بدر سے لوٹنے کے بعد،
حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور
سعد بن معاذؓ تینوں نے حضرت علیؑ کے لئے
سنہ دو ہجری میں۔

پیغام نکاح دیا۔ (۲)

- | | |
|--|---|
| (۱) السيرة النبوية لابن هشام ۹/۲ | (۲) تاریخ الإسلام للذهبی ۱۲/۱ |
| (۳) تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۲۵/۲ | (۴) البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۲۹۴/۲ |
| (۵) الاصابة لابن حجر ترجمة ۱۱۱/۸۱ | (۶) الاستيعاب لابن عبد البر ۱۷/۱ |
| (۷) اسد الغابة لابن الأثير ۱۰/۱ | (۸) الخصال للصدوق ص: ۴۰ |
| (۹) تهذيب الاحكام للطوسي ۳۳۳/۲ | (۱۰) شرح اصول الکافی للمازندرانی ۱۴۴/۷ |
| (۱۱) تاج المواليد للطبرسي ص: ۹ | (۱۲) تاج مواليد الائمة لابن خشاب ص: ۷ |
| (۱۳) مناقب آل ابی طالب ابن شهر آشوب ۹۰/۲ | (۱۵) مستدرکات علم الرجال للنمازی |
| (۱۴) المسائل السروية للمفيد ص: ۹۴ | (۱۷) المبسوط للطوسي ۱۵۹/۴ |
| الشاهرودي ترجمة رقم ۹۲۲۷ و ۱۵۸۶۰ و ۹۵۹۰ و ۱۸۰۶۸. | (۱۹) تذكرة الفقهاء للحلی ۶۰۴/۲ |
| (۱۶) المقنعة للمفيد ص: ۳۳۲ | (۲۱) معجم رجال الحديث للخوئی ۱۳۹/۱۲ |
| (۱۸) مصباح المجتهد للطوسي ص: ۸۰ و ۶۲۲ | (۲۳) الاستبصار للطوسي ۴۸۵ |
| (۲۰) قرب الإسناد للحمیری القمی ص: ۹ | (۲۵) منتهی المطلب للحلی ۴۴۶/۱ |
| و ۲۰۸/۲۴ و ۳۰۵/۱۹ و ترجمة رقم ۱۵۶۲۶. | (۲۶) قاموس الرجال للتستری ترجمة رقم ۱۱۹ و ۳۴۳ و ۱۳۶ |
| (۲۲) وسائل الشيعة للحر العاملي ۱۳۹/۳ | (۲۷) بحار الأنوار للمجلسي ۹۵/۴۲ |
| (۲۴) الحقائق الناضرة للبحراني ۸۵/۴ | (۲) كشف الغمة - للاربلي، جلد اول ص: ۳۴۳. |

(۳) مہر

(۴) شب زفاف

ایک حطمی زرہ تھی جس کو حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو چار سو درہم میں فروخت کیا، جب دراہم پر قبضہ کر لیا، تو عثمانؓ نے یہ کہہ کر زرہ واپس کر دی، کہ یہ تمہارے لئے ہدیہ ہے علیؑ نے زرہ اور دراہم کو لے لیا۔ (۱)

شب زفاف میں آپ ﷺ نے علیؑ سے فرمایا کہ تم سب کام سے پہلے مجھ سے ملو، پھر آپ نے پانی منگایا، اور وضو فرمایا پھر ان دونوں پر پانی ڈالتے ہوئے یہ دعا پڑھی: اللھم بارک فیھما، وبارک علیھما وبارک لھما فی نسلھما [الاصابہ لابن حجر ص: ۳۷۸/ج: ۴]

(۶) گھر

(۵) ولیمہ

حضرت سعدؓ نے دنبہ ذبح کر کے ولیمہ کیا، بعض انصار چند صاع مکئی لے آئے۔ (۲)

ایک صحابی حضرت حارثہ بن النعمان انصاری نے ایک گھر بطور ہدیہ پیش کیا۔ (۳)

(۸) گواہ

(۷) جہیز

حضرت صدیق اکبرؓ، بلالؓ اور سلمان فارسیؓ نے آپ کے ارشاد کے مطابق جہیز کا سامان خریدا جو ایک بستر، چمڑے کا ٹکڑا، پانی کا مشکیزہ، گھڑے اور خیبر کی بنی ہوئی چادر اور چکی تھی۔

آپ ﷺ نے گواہی کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، حضرت طلحہؓ، زبیر اور انصار کی ایک جماعت کو بلایا تا کہ وہ حضرت علیؑ وفا طمہ کی شادی کے گواہ بنیں۔ (۴)

[کشف الغمہ العلی الاربلی ۱/۳۴۸]

حضرت علیؑ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی مبارک

خاوند: حضرت علی بن ابی طالب تھے، جو نہایت بہادر اور شجاع تھے، خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے۔

(۱) بحار الانوار، مجلسی ج: ۴۳ ص: ۱۳۰. الطبقات لابن سعد. جلد: ۸ ص: ۲۲۹

(۲) فضائل الصحابة للإمام احمد بن حنبل، رقم الحديث: ۱۱۷۸

(۳) بحار الانوار، مجلسی. جلد: ۱۹، ص: ۱۱۳

(۴) بحار الانوار، مجلسی. جلد: ۴۳، ص: ۱۲۰

اہلیہ: سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی، خواتین اہل جنت کی سردار، دونوں سبطین [حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما] کی ماں، حضرت فاطمہ الزہراء۔ جو صحابہ کرام حضرت علیؑ کو اس مبارک شادی کے لئے تیار کرتے تھے، اس کا شوق اور رغبت دلاتے تھے، وہ حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ سعد بن معاذ ان میں شامل تھے، [جن کی وفات پر عرش اعظم تھرا گیا تھا] یہ شادی یوم الفرقان، غزوہ بدر کے بعد ہوئی تھی، حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت علیؑ کو سامان مہر دیا، حضرات انصارؓ نے ولیمہ کے خرچ اٹھائے، بکری ذبح کی، نوشاہ و دوہن کی خاطر تواضع کی، مہاجرین و انصار و نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سب نہایت خوش و خرم تھے، حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خوشی کو دوبالا کرنے کے لئے ایک گھر پیش کیا تھا، دوسرے صحابہ خصوصاً حضرت صدیق اکبرؓ نے دونوں کے لئے سامان جہیز خریدا، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

قارئین کرام! یہ مبارک شادی اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان ان گہرے تعلقات کو نمایاں کرتی ہے، جن کا خدا تعالیٰ نے: ”رحماء بینہم“ کے الفاظ سے تذکرہ فرمایا ہے، کیا اتنی ہمدردی اور گہری محبت اور رشتہ داری کے باوصف اس درخشاں حقیقت کو داغدار بنانا ممکن ہے، جس کی جڑیں اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے درمیان اس قدر طاقتور، زندہ اور تابندہ ہوں۔

حضرت علی اور آل علیؑ کے پسندیدہ نام

حضرت علیؑ نے اپنے بیٹوں کے نام ایسے ناموں سے رکھے ہیں، جو اس وقت نہ صرف زیادہ مشہور و معروف تھے، بلکہ حضرت علیؑ کے دل میں ان ناموں والے حضرات کی، ایک خاصی وقعت تھی۔ حضرت علیؑ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب بالکل آسان ہے، یہ خالص گہری محبت، بے غرض تعلقات، بڑی وفاداری اور عظیم بھائی چارہ کا اثر ہے۔

چنانچہ حضرات حسنین یا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے، ابوبکر، عمر، اور عثمان سب فرزند ان، رحمہم اللہ کر بلا میں شریک ہوتے ہیں اور جام شہادت نوش فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ درج بالا ناموں سے ہماری مراد خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم نہیں ہیں، بلکہ ایک، خلیفہ رابع امیر المؤمنین حضرت علیؑ کا بیٹا ہے، اور ایک ابوبکر حسن بن علی بن ابی طالب کا بیٹا بھی ہے، اور عمر بن، یعنی عمر بن حسن اور عمر بن حسین ہیں، اور عثمان بن علی بن ابی

طالب ہیں، ایک اور بھی عمر بن علی بن ابی طالب تھے، جس نے جنگ کربلا میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ ان کے والد حضرت علیؑ اپنی اولاد کی بڑی ممکنہ تعداد کا نام ان ہی برگزیدہ ہستیوں [حضرت ابوبکر و عمرؓ وغیرہ] کے نام سے رکھنا پسند کرتے تھے۔

منبت طیب کے اس شجرہ طیبہ کی جو نسل [اس وقت تک] موجود ہیں، وہ عمر اور عثمان کی نسل ہے، جو حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں۔

خاص اور قابل توجہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی اولاد کے دل میں اپنی نانیوں سے بے پناہ محبت ہے یہاں تک کہ حضرت علیؑ کی اولاد کے قریبی سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا نام پانچ مرتبہ رکھا گیا، چنانچہ اسی شجرہ میں دیکھئے: (۱) عائشہ بنت جعفر صادق، (۲) عائشہ بنت موسیٰ کاظم (۳) عائشہ بنت علی رضا (۴) عائشہ بنت علی جواد (۵) عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ۔ کیا اس سے ان حضرات کی باہمی محبت بالکل عیاں اور آشکارا نہیں ہے؟ کیا کسی کو سہو و نسیان سے بھی اس کا انکار ممکن ہے، اس لئے اب کوئی بھی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان عداوت و اختلاف و دشمنی تھی (نعوذ باللہ منہ) ان کے درمیان جو کچھ تھا، وہ باہمی محبت، ہمدردی، رشتہ داری، اور بھائی چارہ تھا اور کچھ بھی نہیں تھا۔

آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبرؑ کے درمیان رشتے

رسالت و صدیقیت کے درمیان مناسبت، اور آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل صدیقؑ سے ازدواجی رشتے... اس میں تعجب کی بات اور اختلاف نہیں ہے، کیونکہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے حبیب و محبوب، ایک دوسرے کے قریب اور مقرب تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنے وزیر خاص اور یار غار کی صاحبزادی، حضرت عائشہ سے شادی فرمائی، یہ عائشہ بڑی با وفا تھیں، اپنے خاوند علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ان کے جملہ حقوق کی پاسداری کرتی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مبارک خاتون کے گود میں سر رکھے ہوئے تھے۔

یہ مناسبت ان دونوں پاکیزہ گھرانوں میں مسلسل آگے بڑھتی رہی، حضرت صدیق اکبرؑ کی پوتی کا نکاح حضرت حسنؑ اور بعض کے نزدیک حضرت حسینؑ سے ہوا تھا۔

نسل حسینی میں سے موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن الحسین المثنیٰ کی شادی، ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر سے ہوئی ہے، اور اسی نسل حسینی میں سے محمد الباقر کی شادی ام فروہ بنت القاسم سے ہوئی ہے، تاکہ اس کو ایک عالی مرتبت بچے کی ماں بننے کا شرف حاصل ہو، جن کا نام نامی جعفر صادق ہے۔

ہاشمی خاندان کے اسحاق بن عبد اللہ کو، صدیق اکبر کی پوتیوں میں سے، کلثوم بنت اسماعیل نصیب ہوئی تھیں، اور اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر طیار، ام حکیم بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر (ام فروہ کی بہن) کو اپنی زوجہ بناتے ہیں، جو جعفر صادق کی خالہ بن جاتی ہیں۔

یہ بات بہت ہی اہم اور قابل توجہ ہے کہ ان میں سے اکثر رشتے صدیق اکبر کی وفات کے بعد منعقد ہوئے ہیں، ان رشتوں میں شوہر سب ہاشمی ہیں اور بیٹیاں سب آل صدیق اکبر سے ہیں۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ پیغام نکاح مردوں کی جانب ہوتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خاندان صدیق اکبر میں ازدواجی رشتے قائم کرنے کا کس قدر جذبہ، ذوق و شوق اور باہم کس درجہ محبت و الفت تھی۔ ان رشتوں کی تاریخ و تفصیل یہ بتاتی ہے کہ عموماً جمہور امت اور خصوصاً آل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسی اختلاف و مشاجرات کو نظر انداز کر دیا تھا، چنانچہ یہ اکثر رشتے جنگ صفین، جمل اور کربلا وغیرہ واقعات کے بعد ہی قائم ہوئے، جن سے اللہ کے قول: ”الطيبات للطيبين والطيبون للطيبات“ کی ایک اور صداقت نمایاں ہو جاتی ہے، اور آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل صدیق اکبر کے درمیان گہرا تعلق اور پر خلوص محبت بھی، روز روشن کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

حضرت جعفر صادق کا قول ”میں دو طرح سے ابو بکر صدیق کا بیٹا ہوں“

”ولدنی ابوبکر مرتین“ (میں دو وجہ سے ابو بکر صدیق کا بیٹا ہوں) یہ جعفر بن علی بن الحسین کا مقولہ ہے، جو انہوں نے اس تو والد مبارک، نعمت الہی اور عطیہ خداوندی سے فخر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ چنانچہ نواسہ صادق، اپنے صدیق نانا پر فخر و ناز کرتا ہے، جن سے وہ (نواسہ) اپنی ماں فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر فقیہ مدینہ کی جانب سے ملتا ہے، یہ ولادت کی پہلی وجہ ہوئی۔ نواسہ صادق کی نانی، اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق ہیں، یہ تو والد کی دوسری وجہ ہوئی۔

متقی آدمی اہل تقویٰ و صلاح ہی سے فخر کرتا ہے، اور نیک شخص نیکو کار اور سعادت مند لوگوں ہی سے ناز کر سکتا ہے۔ محمد الباقی نے محبت ہی کی وجہ سے خانوادہ صدیق میں سے ام فروہ سے شادی کی، ان کی یہ شادی اپنے نانا کی وفات کے ستر سال بعد ہوئی ہے، اسی مبارک شادی کا ثمرہ ایک کوہ علم و فقہ کی صورت میں ظاہر و نمودار ہوا، جس سے امام بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں، جن کا نام نامی جعفر صادق ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ ایسا کیوں نہیں ہوگا، اس کی تربیت شہر نبوی میں ہوئی، جو علم و علماء کا شہر، فقہ و فقہاء کا گہوارہ اور مفکرین و خردمندوں کی آماجگاہ ہے۔

ان روشن فکروں سے ہر صاحب بصیرت کے لئے عیاں ہے کہ جعفر صادق اپنے نانا صدیق اکبر پر ناز کرتے ہیں، (جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار، اور ثانی اثنین یعنی دو میں سے دوسرے تھے) اور بالکل بجائے کہ وہ اس فلک بوس پہاڑوں اور مؤمن صادق پر ناز کریں، جس کے متعلق صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو ”خلیل“ بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔

کیا اتنی وضاحت کے بعد بھی کسی طوطا چشم کے لئے مناسب ہے کہ وہ اہل بیت اور صحابہؓ کے درمیان کسی اختلاف کی بات کرے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔^۹

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل فاروق کے درمیان عقد و مصاہرات

کتنا اچھا ہے کہ نبی امین، مربی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص معتمد، خلیفہ ثانی فاروق اعظمؓ کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنائیں، اور کتنی دلچسپ بات ہے کہ فاروق اعظم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ مصاہرت کے شرف سے سربلند اور معزز ہوں۔

بلاشبہ خدا تعالیٰ نے حضرت عمر کے ذریعہ اسلام کو قوت بخشی، اور عمرؓ کی بدولت ہی مسلمانوں اور اسلام کی دعوت پردہ کے پیچھے سے منظر عام پر آ گئی تھی۔ اکثر اسلامی فتوحات عہد فاروقی میں وجود میں آئیں، وہ بے شمار خوبیوں کے مالک، عظیم امتیازات کے حامل، اور کارہائے نمایاں کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خاص مناسبت تھی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اخلاص، راست بازی، والہانہ محبت، اور نصرت دین کے جذبات کو بخوبی جانتے تھے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمرؓ سے نکاح فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند حفصہ کا نعم البدل ہوئے، جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے: فنعم الراحل، ونعم الرحیل۔
 پھر فاروق اعظم نے ام کلثوم بنت علیؓ وفاطمہ (رضی اللہ عنہما) سے نکاح کیا، یہ وہی ام کلثوم ہیں جنہوں نے فرمایا تھا کہ: نماز فجر کے ساتھ میرا یہ کیا ماجرا ہے؟ یعنی ان کے دو محبوب ترین آدمی نماز فجر کے وقت شہید ہو گئے، ایک خاوند دوسرا والد۔

پھر خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہوتا ہے کہ ان کا (ام کلثوم کا) بیٹا بھی بوقت فجر وفات پائے، اس مرتبہ وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ اپنے پروردگار سے جا ملیں۔

مصاہرت مذکورہ کی تیسری کڑی، حضرت حسینؓ کے پوتے کے پوتے، اور فاروق اعظمؓ کے پوتے کی پوتی کے درمیان ملتی ہے، یعنی حسین بن علی بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ کا نکاح، جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ سے ہوا ہے، تاکہ محبت کی تجدید ہو جائے، اور دیرینہ تعلقات زندہ و تابندہ و پائندہ ہو جائیں۔

ان پاکیزہ رشتوں اور تعلقات سے خدا تعالیٰ کے ارشاد: ”والطيبات للطيبين والطيبون للطيبات“ کی سچائی بالکل واضح ہو جاتی ہے، اور خانوادہ نبوت و خانوادہ فاروق کے درمیان گہرا تعلق اور خالص محبت بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

زید بن عمر بن الخطابؓ کا قول: ”میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں“

زید بن عمر بن الخطابؓ فخر میں یہ فرماتے تھے: ”میں دو خلیفہ کا بیٹا ہوں“ یعنی دو خلفاء راشد، دو باکمال ہستیوں، ہم پیلہ جام شہادت، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ، کیونکہ زید کی والدہ، ام کلثوم بنت امام عادل، عابد زاہد حضرت علیؓ ہیں، اور ان کا والد امیر المؤمنین، قاہر شیطین، دشمن مشرکین حضرت عمر بن الخطابؓ ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا پیغام دیا، تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو اپنے بھتیجے جعفر کے لئے رکھ رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کا نکاح مجھ سے ہی کر دو، بخدا! میں اس کے لئے جتنا امیدوار ہوں، اتنا کوئی نہیں ہے، تو حضرت علیؓ نے ان کا نکاح کر دیا، حضرت عمرؓ خندہ

پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے شاداں و فرحاں، صحابہ کے پاس پہنچے اور فرمایا: تم مجھے مبارکبادی نہیں دیتے ہو؟ وہ بولے کہ کس بات کی مبارکبادی، فرمایا کہ ام کلثوم بنت علی وفاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، چونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: ”ہر نسب و رشتہ قیامت کے دن ختم ہو جائے گا، سوائے میرے نسب و رشتے کے“ اس لئے میں نے چاہا کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نسب اور رشتہ قائم ہو جائے، (کماروی الحاکم بسندہ عن جعفر الصادق عن ایہ الباقر رحمہما اللہ)

حضرت فاروق اعظم کا مقصد حاصل ہو گیا اور امید برآئی، تو صاحبزادہ کا بھی اپنے والد محترم اور نانادونوں خلیفہ راشد پر ناز کرنا بجا ہوا۔ زید کا انتقال عنقوان شباب میں ہوا، اس کی وجہ وہ قضیہ تھا جو ان کے چچا زاد بھائیوں کے درمیان برپا ہوا تھا، زید اس میں مصالحت کے لئے گئے تھے، اچانک ان کے سر پر غلطی سے ایک وار ہوا، پھر فوراً ہی وہ اور ان کی والدہ حضرت ام کلثومؓ، دونوں پہلو بہ پہلو اللہ کو پیار ہو گئے، ان کی نماز جنازہ ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھائی، ان کے بعد ان کے دونوں ماموں حضرات حسنینؓ کی بھی شہادت ہوئی، جس کی وجہ سے ہوموم و غموم کی کالی گھٹائیں آسمان پر امنڈ کر آئیں اور پھیلتی چلی گئیں، و کان امر اللہ قدراً مقدوراً۔

خانوادہ نبوت میں حضرت عثمانؓ کا مقام و منزلت

امیر المؤمنین، خلیفہ ثالث، سابقین اولین کے ایک فرد، صاحب ہجرتین، عشرہ مبشرہ کے ایک رکن، بیعت رضوان کا سبب، جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کے صاحب دولت و ثروت، حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں، جن کے فضائل بے شمار اور شمائل کی فہرست بڑی لمبی ہے، جن کا احاطہ کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کو خانوادہ نبوت میں ایک عظیم مقام حاصل ہے، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔۔ نیز ان کی والدہ ”اروی بنت کریم“ کی ماں بیضاء بنت عبدالمطلب ہیں، یعنی بیضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد، حضرت عبداللہ کی سگی بہن ہیں، یہ کوئی دوسری سگی جیسی نہیں بلکہ حضرت عبداللہ کی جڑواں بہن تھی دونوں ایک ہی پیٹ سے بیک وقت تولد ہوئے تھے۔

پھر حضرت عثمان کو ایک بہت بڑا نشان امتیازی حاصل ہوا، یعنی ہجرت سے پہلے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا شرف حاصل ہوا، ان کی ساتھ ہی ہجرت کئے [حبشہ اور مدینہ منورہ] دونوں ہجرتوں کے منازل طے کئے، پھر وہ بیمار ہو گئیں، تو حضرت عثمان نے وفا کا بدلہ وفا سے دیا، اور غزوہ بدر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے، ان کی تیمارداری کرتے رہے۔

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ کی بہن اور اپنی ایک اور صاحبزادی، حضرت ام کلثوم سے حضرت عثمان غنی کا نکاح کر دیا، حضرت ام کلثوم حضرت عثمان کے ساتھ رہیں، یہاں تک کہ ہجرت کے نو (۹) سال بعد ان کی وفات ہوئی، اسی وجہ سے حضرت عثمان کو ذی النورین دو با کمال بیٹیوں کا خاوند کہا جاتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین۔

خانوادہ نبوی میں سلسلہ عثمانی کا مضبوط پایہ وہ رشتہ داریاں ہیں، جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔
ان مصاہراتی رشتوں سے اگر یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ: ”الطبیات للطیبین والطیبون للطبیات“ وہیں آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل عثمان کا مضبوط تعلق اور خالص محبت بھی نمایاں ہوتی ہے۔

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آل عثمان کے درمیان مصاہراتی رشتے

یہ مصاہرات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ان کے بڑے شرفاء کے درمیان جاری رہی، اور نبوی نسب شریف عبد مناف میں جا کر حضرت عثمان سے ملتا ہے، پھر اسی نسب رشتے کو مصاہراتی رشتوں نے اور مضبوط بنایا، یعنی حضرت عثمان کی شادی، حضرات نورین، رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔
پھر یہ قربت اور رشتہ داری پانچ نسلوں تک جاری رہی، چنانچہ ابان بن عثمان، مروان بنیرہ عثمان، عبداللہ اور زید ابنائے عمر، یہ سب بنی ہاشم کی نیک خواتین سے نکاح کرتے ہیں، اور یہ ہی سب کچھ نہیں بلکہ خانوادہ حسنی میں ان کے دو مصاہراتی رشتے موجود ہیں، اور خاندان حسینی میں تین ہیں۔ یقیناً مصاہراتی تعلقات طرفین میں محبت کو بڑھاتے ہیں، آدمی اسی سے دامادی کا رشتہ قائم کرتا ہے، جس کی دیانت و اخلاق پر اطمینان ہو، کیونکہ اچھے اچھوں کے لئے ہیں، یہ ہی صالحین کا قاعدہ ہے، اور متقین کا اصول ہے، شادی بیاہ کے معاملات میں مصاہراتی تعلقات جوں جوں بڑھتے جاتے ہیں، طرفین میں محبت و مودت بھی پروان چڑھتی

ہے۔ یہی بات ہمیں ان مصاہراتی پاکیزہ تعلقات میں نظر آتی ہے، جن کی جڑیں اہل بیت اور خاندان عثمانی کے درمیان راسخ ہو گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

بیت نبوی میں حضرت زبیرؓ

یہ زبیرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد خاص، آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند، بشارت جنت کے حامل، اصحاب حل و عقد کے ممبر تھے۔ ان کی ماں ان کی کنیت ابوطاہر رکھتی تھیں، جو ان کے ماموں زید بن عبدالمطلب کی کنیت تھی، بعد میں انہوں نے اپنی کنیت اپنے بیٹے عبد اللہ کے نام سے رکھی ہے، وہ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی ہیں۔

بچپن میں مسلمان ہوئے آغوش اسلام میں پرورش پائی، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے چند رشتے ہیں: وہ جد رابع قصی بن کلاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کے ساتھ ملتے ہیں، ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشیہ آپ کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی سگی مہین ہیں۔

ان کی (صفیہ کی) ماں ہالہ بنت وہب ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہیں، عوام بن خویلد نے حارث بن حرب بن امیہ کے بعد ان سے شادی کی تھی، ان کے بطن سے زبیر پیدا ہوئے، وہ مسلمان ہوئیں اور اپنے بیٹے زبیر کے ساتھ ہجرت کی، ان کی وفات خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ہوئی ہے۔

ان تعلقات کی ایک مضبوط کڑی حضرت زبیر کی پھوپھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جو سب سے پہلے ایمان لے آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین پشت پناہ اور سہارا بنیں، حضرت فاطمہ زہراءؓ زبیر کی پھوپھی ہی کی بیٹی ہیں، اسی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت نبویؐ ہی کے ایک فرد ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، و صلی اللہ علی النبی الامین و علی آلہ

و صحبہ اجمعین۔

حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کے درمیان نسلی امتزاج

دنیا کی کوئی چیز ان پاک و شفاف قلوب، قدسی نفوس اور اولوالعزمیوں پر کبھی اثر انداز نہیں ہوئی، کیونکہ

خانوادہ زبیری و خاندان علوی کے درمیان مصاہرات کے ایسے گونا گوں رشتے ہمارے سامنے ہیں، جن کا وجود واقعہً جمل کے بعد ہوا ہے، چنانچہ ایک سو سال میں چھ نسلوں کے درمیان رشتوں کی تعداد سولہ تک پہنچ گئی ہے، کبھی دریائے محبت و الفت میں غوطہ زن ہیں، اس بحر بے کراں کی شفافیت کو دنیا کبھی داغدار نہ بنا سکی، نسل حسن کے چھ رشتے، دو پوتے، دو پوتیاں رقیہ اور نفیسہ، نیز حسن بن عبداللہ کے پوتے [جس کا لقب، نفس زکیہ تھا] نے زبیری خانوادہ کے ساتھ مکرر رشتہ قائم کیا تھا۔

جہاں تک حسینی نسل کی بات ہے تو وہ بھی حسنی نسل سے کچھ کم نہیں تھی، اسی میں چھ مصاہراتی رشتے قائم ہوئے تھے، جن میں مرد پانچ تھے یہ سب علی بن حسین کے پوتے تھے۔

مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ بھی خانوادہ علوی کے پانچ رشتے تھے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں کے دل میں حسد و کینہ کا شائبہ تک نہ تھا، بلکہ وہ اپنے تمام اختلافات کو بھلا چکے تھے، وہ سب مجتہد تھے، بعض مصیب تھے، دواثرِ ثواب کے مستحق تھے، اور بعض خطی تھے ایک ثواب کے مستحق تھے۔

آل علیؓ و آل طلحہ بن عبید اللہؓ کے درمیان مصاہراتی رشتے

اس شخص کے مقام و مرتبہ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا، یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک، آٹھ سب سے پہلے مسلمانوں میں سے ایک، اور ان لوگوں میں سے بھی ایک تھے، جنہوں نے حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا، نیز یہ چھ اصحاب شوریٰ کے بھی رکن رکین تھے، یہ ہیں: طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التمیمی ہیں، چند رشتوں کے ذریعہ یہ خانوادہ علوی کے قریب ہو گئے، نواسہ حضرت حسن نے، ام اسحاق بنت طلحہؓ سے شادی کی، تاکہ اس مبارک حسن پیدا ہوں؟؟

پھر اپنے بھائی حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد، اسی خاتون سے حضرت حسینؓ نے شادی کی، تاکہ یہ عظیم المرتبت رشتہ باقی رہے، اور فاطمہ الزہراءؓ کی پوتی فاطمہ صغریٰؓ وجود میں آئے، حالانکہ دونوں حسنینؓ نے جنگ جمل میں شرکت فرمائی تھی، پھر ام اسحاق بنت طلحہؓ سے شادی کرنے کی کیا وجہ تھی، کیا اس کا تشفی بخش جواب اور روشن دلیل یہ نہ تھی کہ ان حضرات کے دل پاک و صاف تھے، غرض مند لوگوں نے ہی تاریخی حقائق کے ساتھ کھلواڑ کرنے کی کوشش کی۔

یہ باہمی روابط مصاہراتی راہ سے مسلسل جاری رہے ہیں، جب حضرت حسن بن علی کے پوتے عبداللہ المحض اور عون بن محمد بن علی بن ابی طالب نے حضرت طلحہ کی پوتی، حفصہ بنت عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے شادی کی ہے۔

یہ ہماری اس بات کی دلیل ہے خود غرض لوگوں نے واقعہ جمل کے تحت مختلف بے جا باتیں بنائیں ہیں، تاکہ اہل بیت اور صحابہ کے درمیان صاف تعلقات کو مسخ کر دیا جائے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

حضرت حسین بن علیؑ کے داماد دیگر صحابہؓ کے فرزندوں میں سے

حضرت حسین بن علی بن ابی طالبؓ کا، صحابہؓ کے دل میں، نیز ان کی اپنی نسل کے دل میں ایک خاص مقام تھا، یہ ان مصاہرات سے ظاہر ہوتا ہے، جو حضرت حسینؑ کی دو بیٹیوں کے حق میں قائم ہوئی ہیں۔ چنانچہ حسن ثنی نے اپنی چچا زاد بہن فاطمہ صغریٰ سے شادی کی، ان کے بطن سے ممتاز گرامی شخصیات پیدا ہوئیں، جیسے حسن مثلث، عبداللہ المحض، ابراہیم الغمر، زینب (جس کی شادی ولید بن عبدالملک سے ہوئی) اور ام کلثوم جس کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی [حضرت] باقر سے ہوئی۔

جنگ کربلا میں زخمی ہونے کے نتیجے میں، حسن ثنی کا انتقال ہونے کے بعد، فاطمہ صغریٰ کی شادی عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان (جس کا لقب مطرف تھا) سے ہوئی، جس سے ایک لڑکی اور محمد الدیاج پیدا ہوئے۔ امام حسینؑ کی دوسری بیٹی کی شادی، پہلے عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب (جس کا لقب ابو بکر تھا) سے ہوئی تھی، پھر جب وہ واقعہ طف میں شہید ہوئے، تو ان کی شادی مصعب بن زبیر بن العوام سے ہوئی، اس سے ان کی ایک بیٹی ہوئی جس کا نام فاطمہ رکھا، لیکن وہ بھی کچھ ہی دن کے اندر شہید ہو گئے، تو اس کی شادی عبداللہ بن عثمان بن حکم بن حزام سے ہوئی، اور جب اس کا انتقال ہو گیا، تو عثمان بن عفان کے پوتے زید نے اس سے شادی کی پھر زید کا بھی انتقال ہو گیا، تو اس کی ایک جلیل القدر صحابی عبدالرحمن بن عوف کے بیٹے ابراہیم سے ہوئی، لیکن یہ ازدواجی زندگی بھی پائیدار نہ ہوئی، تین مہینے کے بعد طلاق ہو گئی، تو اس کا نکاح اصغ بن عبدالعزیز بن مروان ابن الحکم سے ہوا، جو خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بھائی ہے۔

اب ہم کو یہ سمجھنا ہے کہ صرف دو شادی (یعنی حسن ثنی کی شادی فاطمہ سے اور عبداللہ بن الحسن کی شادی سکینہ سے) کے علاوہ باقی تمام مصاہراتی رشتے جنگ کربلا کے بعد ہی ہوئے ہیں۔

محمد باقر

محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ (مولود/۵۶ھ - متوفی/۱۱۳ھ)

سردار، بہادر، خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ، ابو جعفر محمد بن علی حضرت زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب قریشی ہاشمی ہیں، جن کی پیدائش سن ۵۶ ہجری میں ہوئی ہے۔

انہوں نے علوم کے پردوں کو چاک کر کے، اس کے پوشیدہ خزانوں اور راز ہائے سربستہ کو حاصل کیا، اسی لئے آپ کا لقب باقر (یعنی چاک کرنے والا) پڑ گیا، آپ کا یہ علم، تحصیل علم کی راہ میں تگ و تاز مسلسل اور بیتابی بے کرانی کا ثمرہ ہے، اور معلم اول، مرشد کامل، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ اساتذہ جلیل صحابہ کرامؓ کے ساتھ عاجزی و انکساری اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا نتیجہ ہے، جیسے حضرت جابر بن عبد اللہؓ، انس بن مالکؓ، عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ، عبد اللہ بن عباسؓ، اور ابوسعید الخدری اور دیگر بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان کی مرویات کو حدیث شریف کی ممتاز ترین بنیادی کتابوں میں جمع کیا گیا ہے، ان کی تعداد دو سو سے زائد ہے، یہ ان مرویات کے علاوہ ہیں جو تاریخ و تفسیر کی کتابوں کی زینت بنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو علمی گھرانے کی ایک نیک خاتون، ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق عطا فرمائیں ہے، جس سے علم و تقویٰ کا ایک اور پہاڑ نمودار ہوا، جس کو جعفر صادق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انتہائی محبت و مودت اور جاں نثاری و وفا شعار کی اس وقت ظہور ہوا جب حضرت باقر سے ایک مسئلہ تلوار کے نقش و نگار سے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تلوار پر نقش و نگار بنوائے تھے، سائل نے کہا: آں جناب بھی ان کو صدیق کہتے ہیں؟ تو حضرت باقر نے اپنی مسند سے قوت سے کودتے ہوئے، قبلہ کی طرف رخ کیا اور تین مرتبہ فرمایا: نعم الصدیق، نعم الصدیق، نعم الصدیق، جو شخص صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی کسی بات کو سچ قرار نہ دے۔

کیونکر ہو سکتا ہے کہ عالی مرتبہ اور عمدہ اعلیٰ حسب و نسب والا، اپنے جیسے بلند اصحاب کی طرف سے دفاع نہ کرے، وہ ایسے شخص کا دفاع کیوں نہیں کرے گا، جس نے اپنے نانا کی پشت پناہی کی اور اپنی تمام چیزوں کو اللہ کی راہ میں لگا دیا تھا، یہ وفا شعاروں کی راہ متقین کا طریقہ اور پاکبازوں کا اسلوب ہے۔

حفصہ بنت محمد الدیباج

جو چاروں خلفائے راشدین اور طلحہ وزبیر کی پوتی ہیں۔

کلام کی جامعیت، مضامین کی عمدگی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پنہاں حقائق کو اس طرح اجاگر کر دیا جائے کہ وہ ہر کس و ناکس، عالم و جاہل کے سامنے عیاں ہو جائیں، رشتہ داری کی پائیداری اور قرابت داری و بھائی چارگی کی مضبوطی یہ ہے کہ تعلقات متواتر و مسلسل اور دائمی ہوں، جو حسب ضرورت و موقع تازہ ہوتے رہیں، ایسا ہی خانوادہ نبوت کے پوتوں اور صحابہ کی اولاد کے درمیان ہے۔ کبھی ایسی رشتہ داریوں کی تعداد ڈیڑھ سو (۱۵۰) سے زائد ہو جاتی تھی جیسا کہ حفصہ بنت محمد دیباج بن عبد اللہ المظرف بن عمرو ابن خلیفہ راشد امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ہے۔ یہ خاتون بیک وقت، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ اور طلحہ وزبیرؓ کی بیٹی ہیں۔

ان کی (حفصہ بنت محمد دیباج کی) ماں، خدیجہ بنت عثمان بن عروہ بن الزبیر ہیں۔

اور عروہ کی ماں، اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

محمد بن دیباج کی ماں، فاطمہ بنت حسین بن علیؓ تھیں۔

فاطمہ بنت حسین کی ماں، ام اسحاق بن طلحہ بن عبید اللہ تھیں۔

عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی ماں، حفصہ بنت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب تھیں، جن کو زینب بنت عبد اللہ بن عمر بھی کہا جاتا ہے۔

ان حضرات میں عجیب اجتماعیت اور امنٹ اتحاد ہے، نہ اختلاف و تنافر کا کوئی اثر، نہ جھگڑے اور خصومت کا کوئی نشان ہے، جو کچھ ہے وہ تصورات سے بالاتر بلندی، مودت کی مضبوط کڑیاں، گہرے تعلقات اور قوی ترین نسبت ہے، کیا اب کسی جاہل کو یا طوطا چشم کے لئے سچائی اور حقیقت کو مان لینے میں کوئی عذر باقی رہ جاتا ہے۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم

سید المرسلین ﷺ کی ازواج مطہرات

وہ پاکیزہ عورتیں، شریف و پاکدامن خواتین اور نیک سیرت بیبیاں ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے اس لئے

انتخاب کیا، کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سچی مثالی شریک حیات بنیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو امہات المؤمنین والمؤمنات کے تمغہ سے نوازا ہے۔

گیارہ مؤمن خواتین بالکل ایسی ہیں جیسے پر رنق، جاذب نظر اور خوشنما ہار ہے، سبھی کا سلسلہ نسب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ملتا ہے، سوائے دو خواتین کے: ایک حضرت جویریہ، جو بقول رائج قحطانی النسل ہیں، دوسری حضرت صفیہ، جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں، تاہم سب ہی زوجاتِ مطہرات کا نسب انتہائی پاک و شفاف ہے۔

حضرت خدیجہؓ پہلی بیوی اور اپنے مال سے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مددگار ہیں، اور حضرت عائشہؓ تنہا غیر شادی شدہ خاتون اور سب سے پیاری بیوی تھیں، اور ان کے والد محترم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے دوست تھے، اور سب سے آخری زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والی زوجہ حضرت زینب بنت جحشؓ ہیں، سب سے آخر میں وفات پانے والی حضرت ام سلمہؓ ہیں، سبھی کا مرقد جنت البقیع ہے، البتہ حضرت خدیجہ الکبریٰ مکہ مکرمہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقام سرف میں دفن ہوئیں۔

وہ سب عالمہ اور استانیاں ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دو ہزار دوسو دس ۲۲۱۰ حدیثیں، حضرت ام سلمہؓ سے تین سو اٹھہتر ۳۷۸، حضرت میمونہؓ سے صرف اٹھہتر ۷۸، حضرت ام حبیبہؓ سے پینسٹھ ۶۵، زینب بنت جحشؓ سے گیارہ ۱۱، حدیثیں مروی ہیں، نیز دیگر ازواجِ مطہرات کی اور روایتیں بھی ہیں۔ سبھی نے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے علم حدیث کو فروغ دینے میں اپنی پاکیزہ زندگی اور اپنے عظیم المرتبت جلیل القدر شوہر [علیہ السلام] کے احوال نقل کرنے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

رضی اللہ عن امہات المؤمنین ورحمہن رحمۃ الابرار۔

عشرۃ مبشرہ

وہ دس صحابہ کرام جن کو زندگی ہی میں جنت کی بشارت حاصل ہوئی۔

اصحاب علم و فضل، حاملین شرافت و بزرگی، جن کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ملتا ہے، جن کے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سنیہ، میں ڈھلے ہوئے تھے، اور جن کے خاکی جسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

راہ میں وقف شدہ اور قربان تھے۔ یہ ہیں بشارت کی حاملین دس خوش نصیب ہستیاں، جن کے مناقب و فضائل میں بہت سی احادیث و آثار وارد ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

دس شخص جنتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہیں، ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر بن العوام جنت میں ہیں، سعد بن مالک جنت میں ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں، اور اگر میں چاہوں تو دسویں کا بھی نام لے لوں، صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سعید بن زید ہیں۔۔۔!!

یہ دسوں حضرات، حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی نسل میں سے ہیں۔ یہ دعوت اسلام میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہیں، اسی طرح یہ نسب شریف میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں، اس لئے ان میں سے کسی کے نسب میں انگلی رکھنے کی کوشش کرنا، درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک میں انگلی رکھنے کا مترادف ہوگا۔ سوائے حضرت ابوبکر کے والد ماجد کے، کسی دوسرے کے والد مسلمان نہیں ہوئے۔

ان میں بعض خلفاء ہیں، بعض اصحاب شوریٰ ہیں، کبھی سراپا زہد و تقویٰ ہیں، اکثر ان میں سے شہداء ہیں، چنانچہ حضرت عمر، عثمان و علی، طلحہ و زبیر شہید ہوئے، سب سے پہلے وفات پانے والے اور سب سے باکمال حضرت صدیق اکبر ہیں، اور سب سے اخیر میں وفات پانے والے، حضور پر نور کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، سب کے نسب غزوہ بدر کی فضیلت کے حاملین ہیں اور سب بیعت رضوان کے بھی شریک ہیں، سوائے حضرت عثمان کے کہ انہیں کی وجہ سے بیعت رضوان ہوئی تھی۔

رضی اللہ عنہم وارضاهم، والحقنا بهم فی جنات النعیم فرضی اللہ
عنہم اجمعین۔

دنیا میں حضرت امام حسینؑ کے ہمہ گیر کارنامے اور ملک گیر فتوحات

وہ انتہائی بہادر، میدان جنگ کا شیر بر تھے، جو شمشیر بڑاں کے ٹکراؤ اور تیروں کی برسات سے نہیں

ڈرتے تھے، بلکہ ہمیشہ شہادت اور جنت کی سرداری کے خواہاں رہتے تھے۔ وہ میدان جنگ کا ایک عظیم ہیرو تھے، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن پر نہ نیند غالب آتی تھی اور نہ سستی و کاہلی تھی، بلکہ وہ تلوار کو سونت لیتے، گھوڑے پر زین کس کے سوار ہوتے، اور میدان کارزار میں گھس جاتے اور جنگوں میں حصہ لیتے تھے، تاکہ اس عالم آب و گل کے چپہ چپہ میں تو حید کا پرچم بلند کیا جاسکے۔

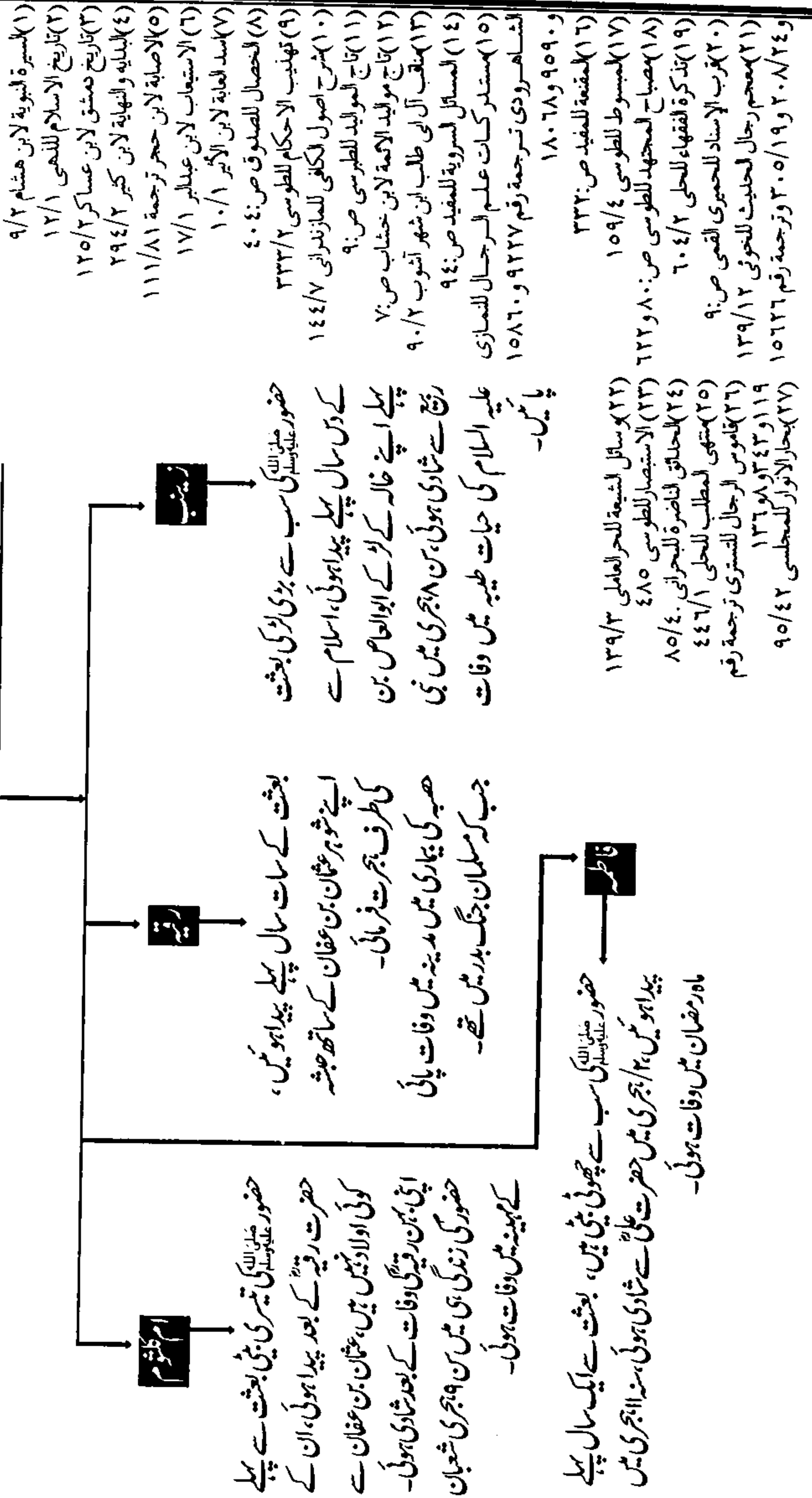
انہوں نے افریقہ کے مختلف ممالک کے فتوحات میں شرکت کی اور وہاں کے اکثر حصوں کو رومیوں کے ناپاک قبضے سے پاک کیا، نیز انہوں نے جلیل القدر صحابی حضرت سعید بن العاص کی سرکردگی میں، طبرستان کے ممالک کو فتح کرنے کے لئے پرزور شرکت فرمائی، پھر سب کے سب وہاں سے ہمہ گیر کامیابی کے تاج پہن کر خوش و خرم واپس ہوئے۔

نیز انہوں نے حضرت معاویہ کی دعوت پر، قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لئے جان و مال سے شرکت فرمائی، اسی غرض سے وہ مدینہ منورہ سے نکل کر ملک شام کے ”حلب“ وغیرہ سے گذرتے ہوئے، اس دور دراز ملک تک پہنچ گئے۔ مگر چوں کہ دشمنان اسلام اپنے بلند و بالا قلعوں میں محفوظ ہو گئے تھے، اس لئے مسلمانان ان کو فتح نہ کر سکے، تاہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں مسلمانوں کا رعب پڑ گیا تھا، جس کی وجہ سے وہ مسلسل مسلمانوں کے ساتھ پنچہ آرائی کرنے سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بغرض اعلاء کلمۃ اللہ) ہمیشہ جہاد کرنے اور بے پناہ بہادری کا مظاہرہ کرنے کا والہانہ شغف رکھتے اور کارہائے نمایاں کو جبین تاریخ میں ثبت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

رضی اللہ عنہ وارضاه.

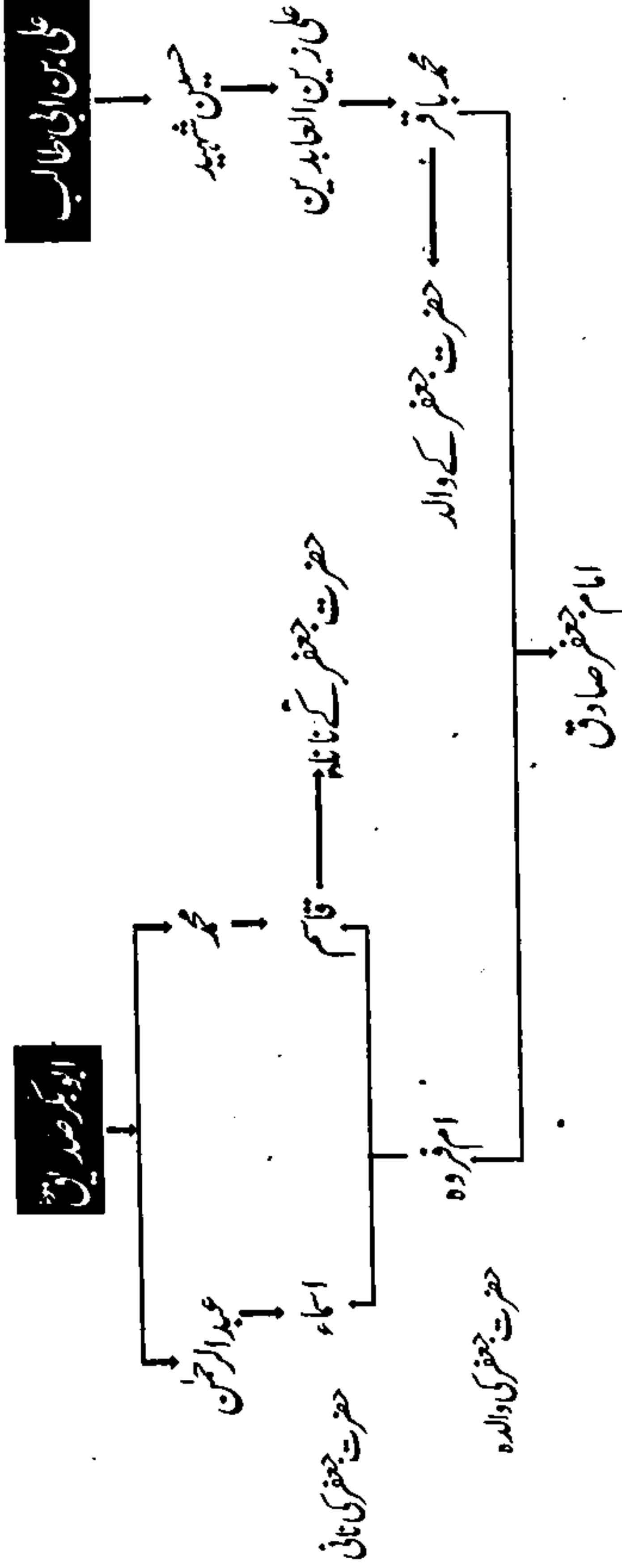
بنات خیر البشر محمد رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہن



امام جعفر صادق کا مقولہ ہے: ”مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے دوسرے جتنا ہے“

تفصیل: پہلی ولادت: امام جعفر کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر کے طریق سے۔

دوسری ولادت: امام جعفر کی ثانی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر کے طریق سے۔



عمدة الطالب لابن عنبه / ص: ۳۴۵

الأصلي لابن الطقطقي / ص ۱۴۹

تهذيب التهذيب لابن حجر ت ۸۵۲ھ

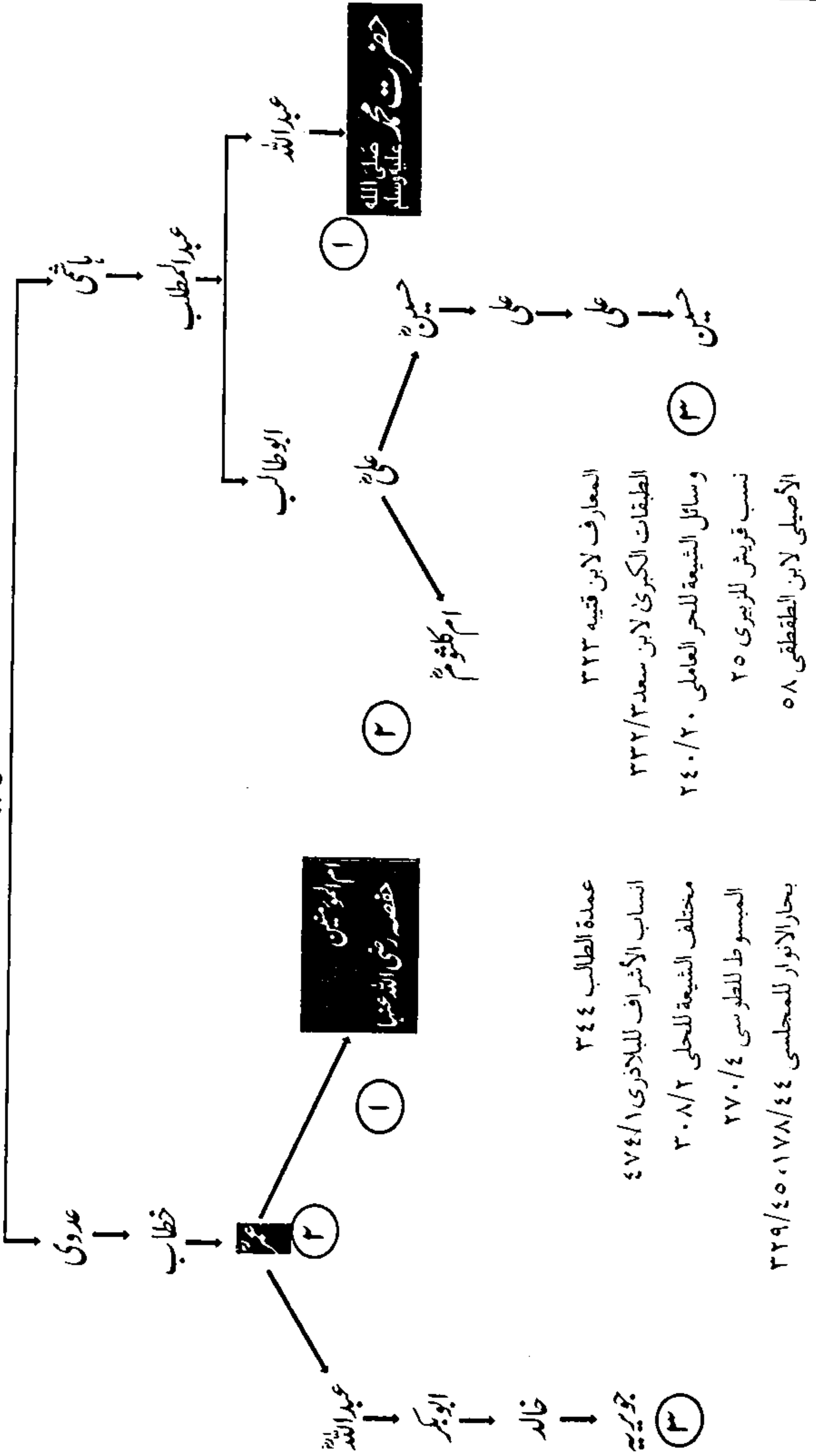
كشف الغمة للأزيلي ۳۴۷/۲

تهذيب الكمال للمزي ت ۷۴۲/۵۰۷۵۰ رقم ۹۵۰

الكاشف للذهبي ت ۷۴۸ھ/۱۰۲۹۵ رقم ۷۹۸

حضور پاک ﷺ اور حضرت عمر فاروق کی اولاد کے درمیان ازدواجی رشتہ داریاں

فہرست



حضرت زید بن عمر بن خطاب کا قول ہے: ”میں دو خلیفوں کا فرزند ہوں“

۲/ ہجری میں حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا۔

خلیفہ راشد

تمام عورتوں کی سردار

فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ

خلیفہ راشد

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ سے پہلے نکاح کیا۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا

زید

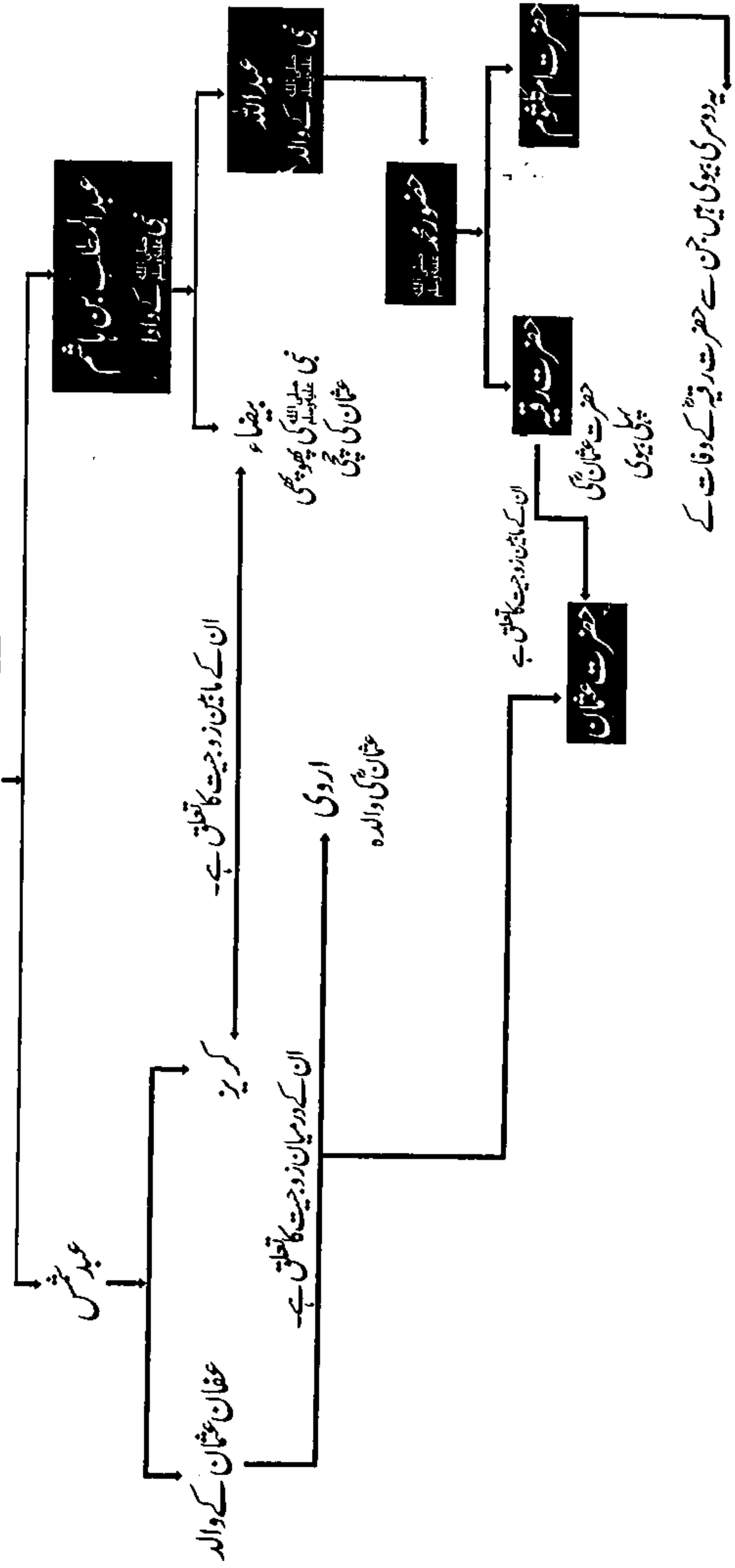
ان کی اور ان کے والدہ ام کلثومؓ کی وفات ۴۵ھ میں تقریباً ایک ہی وقت میں ہوئی تھی۔

کشف اللثام للفاضل الہندی ۵۲۵/۹
کفایۃ الأحکام للسبزوئی ۸۷۹/۲
الوافی فی الوفیات للصفدی ۲۳/۱۵
وسائل الشیعۃ للحر العاملی ۳۱۴/۲۶
مختلف الشیعۃ للمحلی ۳۰۸/۲

الدریعۃ لأغایہ الطہرانی ۱۸۴/۵
أعیان الشیعۃ لمحسن الأمین ۴۸۶/۳
ریاض المسائل للطبطبائی ۶۶۴/۱۲
سیر أعلام النبلاء للمحافظ الذہبی ۵۰۲/۳
الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۴۶۳/۸
الأصیلی لابن الطقطقی ص: ۵۸
بحار الانوار للمجلسی ۳۸۲/۷۸
البداية والنهاية للمحافظ ابن كثير
تاریخ الاسلام للذہبی حوادث سنہ ۴۵
تاریخ دمشق لابن عساکر ترجمہ زید بن عمر بن خطاب

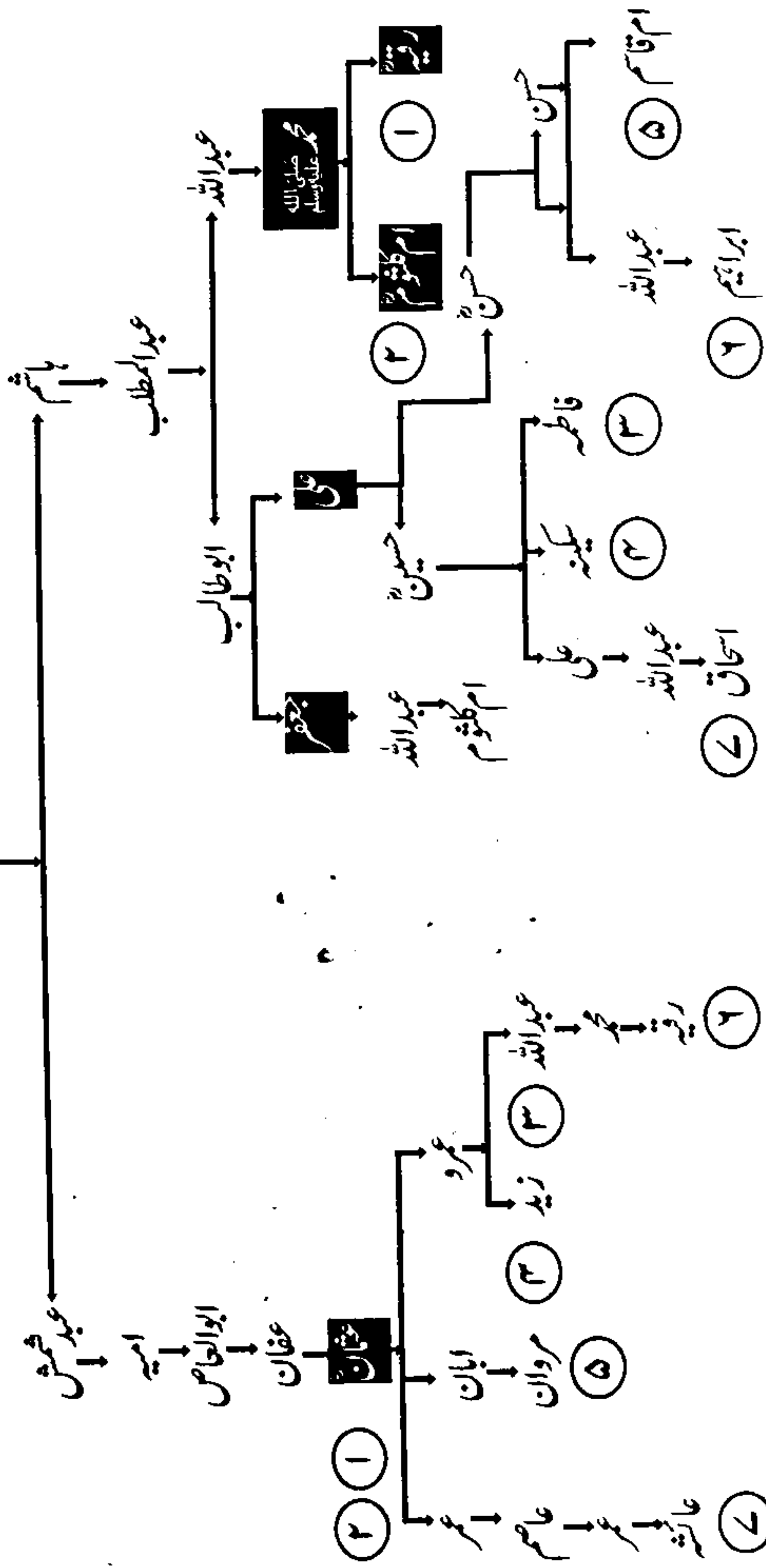
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبوت کے گھرانے میں

عبد مناف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا



حضور ﷺ اور حضرت عثمان کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات

عبد مناف



تاریخ دمشق لابن عساکر.
انساب الأشراف للبلاذری
الأصیلی لابن الطقطقی

عمدة الطالب لابن عنبه.
المحبر لابن حبیب
نسب قریش للزبیر بن بکار

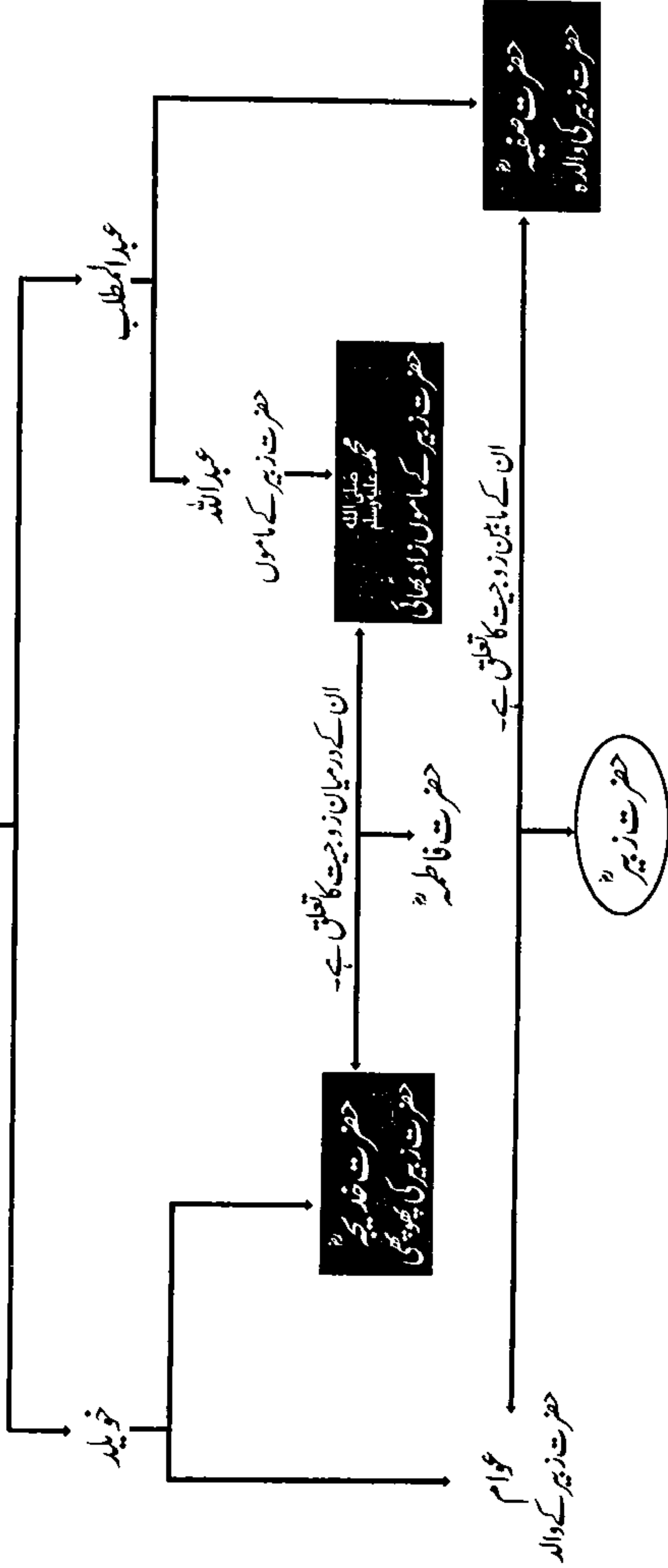
منتهی الآمال لعباس القمی
جمهرة أنساب العرب لابن حزم
مقاتل الطالیین لابن الفرّج الأصفهانی

الطبقات الکبری لابن سعد
تاریخ یعقوبی
کشف الغمة للأربلی

حضرت زبیر حضور ﷺ کے گھرانے میں

قصی

آپ کے چوتھے دادا



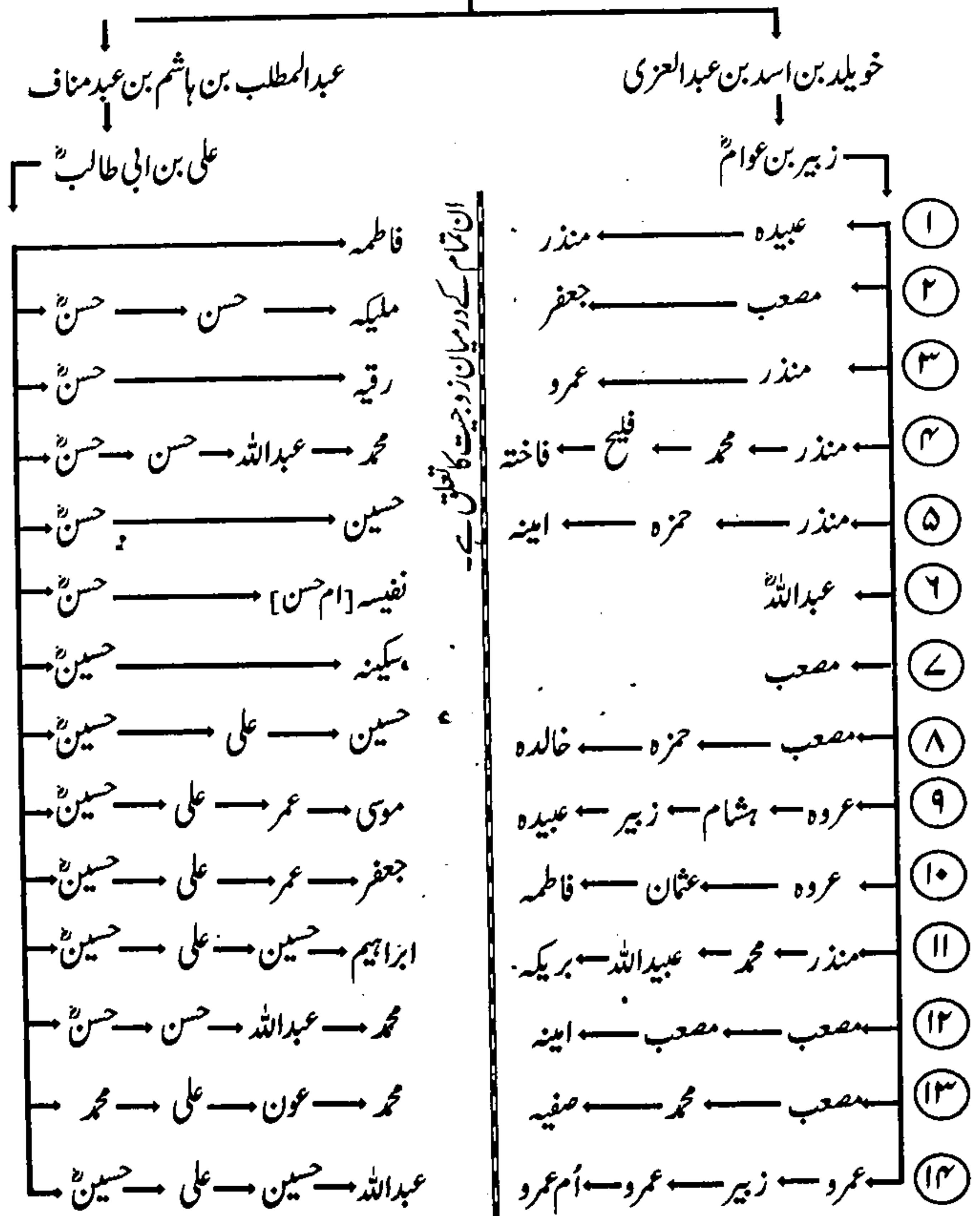
سیر اعلام النبلاء للذہبی ۴۳/۱

القواعد والفوائد لمحمد العاملي ۳۲۷/۲

الاصابة لابن حجر (ترجمة الزبير)

مستدرکات علم الرجال لعلي الشاهرودي (۷۱۷۵) ج: ۳/۳: ۴۱۹

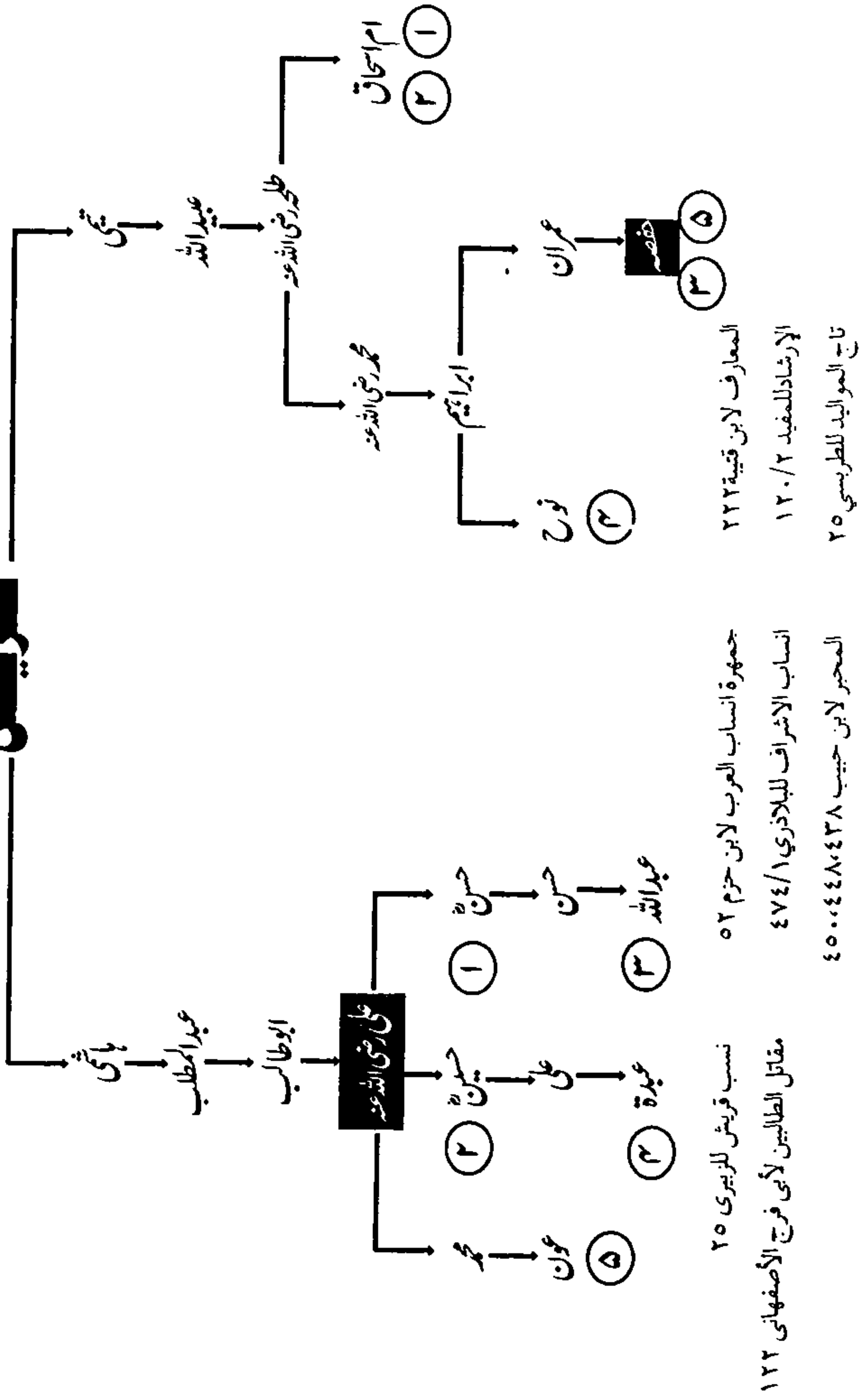
حضرت علی وزبیرؓ کی آل کے درمیان سوسال کے درمیان ازدواجی تعلق
حضرت علیؓ اور زبیر بن عوامؓ کی اولاد کے درمیان ازدواجی تعلقات
قصی بن کلاب



- اہم مراجع
- المعارف لابن قتیہ ۲۲۴
- نسب فريش للزبیری ۲۶۱۹
- شجرة طوبی لمحمد
- مهدی الحائری ۱۲۰
- المجری لابن حبيب ۵۷
- شجرة أنساب العرب لابن
- مزم ۵۵۵۳۰۲۲
- مستدرکات علم الرجال
- للنمازی ترجمہ ۸۲۲۶
- سلسلة العلویة لابن نصر
- البحاری ۷۹، ۷۸، ۶۹، ۸
- المجدلی فی انساب
- الطالین علی بن محمد
- العلوی ۱۹۵
- معجم رجال الحديث
- للخوئی ۷۶/۱۲
- الطبقات الکبریٰ لابن
- سعد ۳۲۷/۵

حضرت علیؑ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ازدواجی تعلقات

فہریش



حضرت محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب

ولادت: ۵۲ھ وفات: ۱۱۴ھ



محمد باقر کی والدہ ام عبد اللہ بنت حسن
ابن علی ابن ابی طالبؑ

امام باقر کی بیوی ام فروہ بنت قاسم
ابن محمد بن ابی بکر صدیقؓ

- | | |
|---------------------------------------|----------------------------------|
| عمدة الطالب لابن عنبه ۳۴۵ | الأصلي لابن الطقطقي ۱۴۹ |
| سير أعلام النبلاء للحافظ الذهبي ۴۰۲/۴ | تهذيب الكمال للحافظ السري ۱۳۷/۲۶ |
| كشف الغمة للأرنؤلي ۳۶۰/۲ | تذكرة الحفاظ للذهبي ۱۲۴/۱ |

خلفاء اربعہ اور حضرت طلحہ و زبیر رضوان اللہ علیہما جمعین کی پوتی حضرت حفصہ بنت محمد دیباچ



المحبر لابن حبيب ٤٠٤/١

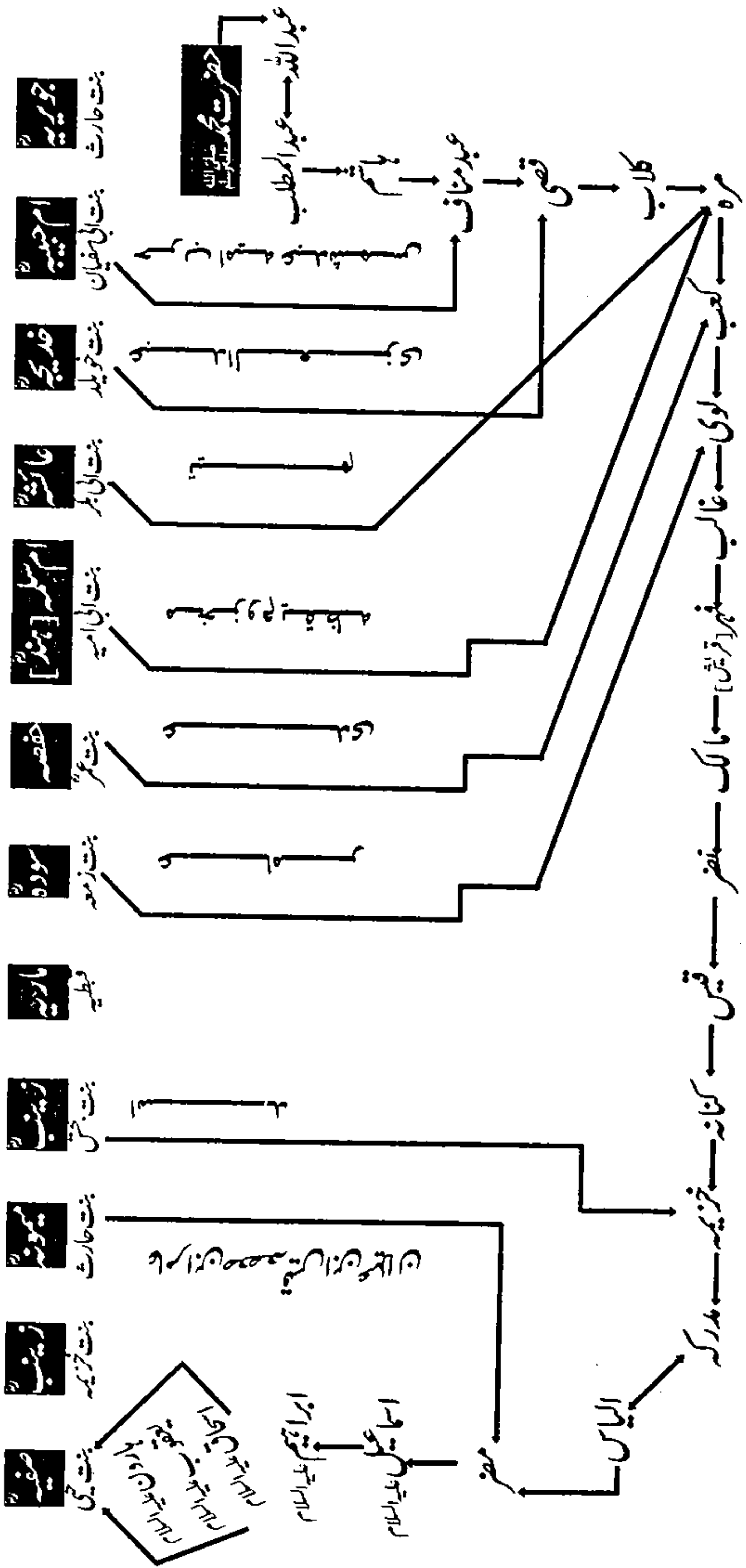
الجوهرة في نسب النبي والعشرة للبري ٢٧٣/١

شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد ٢٦٦/١

المدهش لابن الجوزي ٦٩

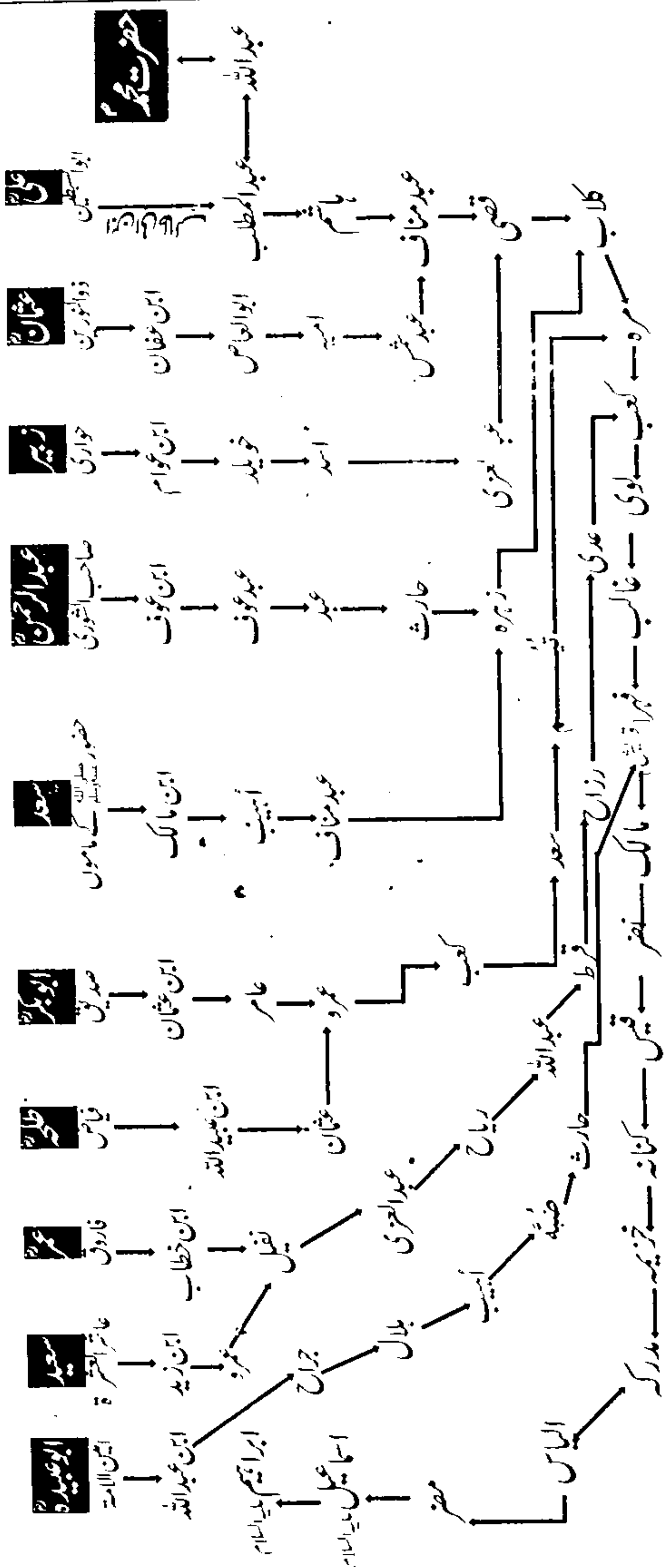
المعارف لابن قتيبة ٢٠٠

ماہنامہ "مؤمنین"، حضور ﷺ کی آواز اور مضامین



આંખોમાં આંસુ

(وہ دس حضرات جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی)





اہل بیت کرام اور حضرات صحابہؓ
 کے خاندانوں میں ایک جیسے نام اور دامادی کے رشتے
 [اہم علمی تاریخی تحقیقی مطالعہ، شیعہ مآخذ و کتب کے حوالہ سے]

تالیف: سید احمد بن ابراہیم کتانی

مطبوعہ: مکتبۃ الرضوان، قاہرہ، مصر۔ [۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲ء]

اردو ترجمہ

مولانا محمد عامل حسین صاحب چمپارنی قاسمی

[استاذ مدرسہ اسلامیہ، عید گاہ، کاندھلہ مظفرنگر]

نظر ثانی و تکمیل

نور الحسن راشد کاندھلوی

اہل بیت میں سے ان حضرات کے اسمائے گرامی جن کا تعلق علوی اور ہاشمی خاندان سے ہے، اور جنہوں نے حضرات صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی کو اپنا نام بنایا۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ

شیعہ و سنی، قریب و بعید رہنے والوں سب کو یہ معلوم ہے کہ ابوبکر صدیق ان کی کنیت اور عبداللہ ان کا اسم گرامی ہے، نیز آپ خلیفہ اول بھی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہر عقلمند آدمی یہ جانتا ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کا نام ابوبکر رکھتا ہے، یا اپنی کنیت کے طور پر اس کو اپناتا ہے وہ صحابہ کرامؓ کو اپنا دوست رکھتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے، جن میں صدیق اکبر سب سے بڑے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے وہ اصحاب جن کا نام 'ابوبکر' ہے



ابوبکر بن علی بن ابی طالب

میدان کربلا میں حضرت حسینؑ کے ساتھ شہید کئے گئے، ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود ہشلی ہے، ان کا تذکرہ الارشاد للمفید صفحہ ۱۸۶-۲۲۸، تاریخ یعقوبی فی اولاد علی، شیخ عباس القمی کی منتہی الآمال ۱/۲۶۱ پر ہے، شیخ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کا نام محمد اور کنیت ابوبکر ہے۔ بحار الانوار للمجلسی ۱۲۰/۴۲۔



ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب

میدان کربلا میں اپنے چچا حضرت حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے، ان کا تذکرہ شیخ مفید نے اپنی کتاب 'الارشاد' کے باب قتلی کربلا ۲۴۸/۲ کے تحت کیا ہے۔

نیز تاریخ یعقوبی کے باب فی اولاد الحسن اور عباس قتی کی منتہی الآمال ۱/۵۴۴ کے باب استشہاد فتیان

بنی ہاشم فی کربلاء، میں ہے۔

﴿۳﴾

ابوبکر علی زین العابدین

حضرت علی زین العابدین بن حضرت حسین شہیدؑ کی کنیت ”ابوبکر“ ہے۔
شیعہ امامیہ کے متعدد علماء نے اس کا ذکر کیا ہے، جزائری کی ”الانوار النعمانیہ“ کی طرف رجوع
کیا جائے۔

﴿۴﴾

ابوبکر علی الرضا بن موسیٰ اکاظم بن جعفر الصادق

حضرت علی الرضا کی کنیت ”ابوبکر“ تھی، جس کا تذکرہ النوری الطبرسی نے اپنی کتاب ”النجم
الثاقب“ کے ”ألقاب وأسماء الحجة الغائب“ کے تحت کیا ہے، قال: ﴿۱۴﴾۔ أبوبکر وهي إحدى
كنى الإمام الرضا، كما ذكرها أبو الفرج الأصفهاني في مقاتل الطالبين﴾۔

﴿۵﴾

ابوبکر محمد المہدی المنتظر بن الحسن العسكري

ابوبکر حضرت المہدی المنتظر کی ایک کنیت ہے، جن کے بارے میں شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ ان
کی پیدائش ”ابوبکر“ سے ۱۱۰۰ سال پہلے کی ہے، النوری الطبرسی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اس کا ذکر
کیا ہے، لقب ۱۴ کی طرف رجوع کیا جائے۔

﴿قلت: ترى لما ذا يُكنى أو يُلقب المهدي المنتظر لدى الشيعة الإمامية بأبي بكر؟!﴾

﴿۶﴾

ابوبکر بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

أنساب الأشراف کے مصنف نے ان کا ذکر صفحہ ۶۸ پر کیا ہے۔

﴿قال: وُلد عبد الله بن جعفر... وأبا بكر قُتل مع الحسين وأُمهم الخوصاء من

ربيعة...﴾

اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ کے ص: ۲۴۰ پر فی تسمیة من قتل يوم الحسرة من بنی ہاشم کے تحت کیا ہے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطابؓ

حضرات صحابہ کرام میں جتنے حضرات بھی عمر کے نام سے متصف تھے ان سب میں حضرت عمر بن الخطاب زیادہ مشہور ہیں، اور جو شخص بھی اس نام کو اپناتا ہے، بلاشبہ وہ اس سے خیر و برکت کا ارادہ رکھتا ہے۔

حضرت علی کی اولاد میں سے وہ صاحبان جن کا نام ”عمر“ ہے



عمر الاطرف بن علی بن ابی طالب

ان کی والدہ ام حبیبہؓ تغلی، ارتداد کے خلاف جنگ کی قیدیوں میں سے تھیں، ابونصر بخاری شیعہ کی سر السلسلۃ العلویۃ کے ص: ۱۲۳ پر ”نسب عمر الأطراف“ ملاحظہ کیجئے۔ عباس لقمی کی منتہی الآمال ۱/۲۶۱، قال: ”عمرو رقیۃ الکبری التوآمان“ مجلسی کی بحار الانوار ۴۲/۱۲۰



عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب

ان کی ماں ام ولد ہے، یہ اپنے چچا حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے، ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب ص: ۱۱۶، کے حاشیہ تاریخ یعقوبی ص: ۲۲۸ فی اولاد الحسن کی طرف رجوع کیا جائے، یعقوبی نے اپنی کتاب التاریخ میں ذکر کیا ہے: ﴿وکان للحسن ثمانیۃ ذکور وھم الحسن... ووزید... وعمرو والقاسم وأبو بکر وعبدالرحمن لأُمھات شتی وطلحۃ وعبداللہ...﴾



عمر الاشرف بن علی زین العابدین بن حسین

ان کی ماں ام ولد ہے، اور ان کا لقب اشرف تھا، کیونکہ وہ عمر بن حسن کا لقب ”اطرف“ ہے وہ عمر بن علی بن ابی طالب ہیں، شیخ مفید کی الارشاد ص: ۲۶۱، ابن عنبہ کی عمدۃ الطالب ص: ۲۲۳، دیکھئے: ان کا لقب اشرف ہے، کیونکہ یہ حسینی اور حسنی دونوں خاندان سے ہیں اور عمر الاطرف صرف والد کی طرف سے ہیں یعنی علی بن ابی طالب۔

﴿۴﴾

عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

محمد علمی حائری نے اپنی کتاب ”تراجم أعلام النساء“ میں اسم بنت الحسن بن عبد اللہ بن اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر الطیار... کے تحت ص: ۳۵۹ پر ان کا نام ذکر کیا ہے۔

﴿۵﴾

عمر بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

ابن الخشاب نے ان کا ذکر موسیٰ الکاظم کی اولاد میں کیا ہے۔

ابن الخشاب نے فرمایا: ﴿عشرون ابناً ذلک فیہم عمراً وعقیلاً وثمانی عشرة بنتاً﴾ محمد تقی تستری کی تواریخ النبی والآل، کی طرف رجوع کیجئے۔

خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ

خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان ذی النورین شہید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختران محترم حضرت رقیہ وام کلثوم کے زوج محترم بھی ہیں۔

حضرت علی کی اولاد میں سے جن صاحبان کا نام بنام عثمان رکھا گیا

﴿۱﴾

عثمان بن علی بن ابی طالب

حضرت حسین کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے، ان کی والدہ ام بنین بنت حزام وحید یہ ثم کلابیہ ہیں، شیخ مفید کی الارشاد ص: ۱۸۶-۲۲۸، شیخ محمد رضا حکیمی کی اعیان النساء ص: ۵۱، تاریخ یعقوبی کی باب اولاد علی، منتہی الآمال ۵۴۴/۱، التستری فی تواریخ النبی والآل ص: ۱۱۵ فی اولاد أمیر المؤمنین کی مراجعت کی جائے۔

﴿۲﴾

عثمان بن عقیل بن ابی طالب

بلاذری نے انساب الاشراف میں ص: ۷۰ پر ان کا ذکر کیا ہے، قال: ولد عقیل مسلماً... و عثمان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ دختر حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عائشہ ہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اہل بیت سے ایک لڑکا ہے، جس کے بہت سے صاحبزادے ہیں اور ایک لڑکی بھی ہے جن کا نام عائشہ ہے۔ دیکھئے! عائشہ نام رکھنے میں آخر اس قدر رغبت کیوں ہے؟ ذرا غور تو کیجئے! علمائے شیعہ کو اس کا جواب دینا چاہئے، اگر ان کے پاس جواب ہے!! اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے! آمین

اولاد علیؑ میں وہ خواتین جن کا نام عائشہ ہے



عائشہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

یہ حضرت موسیٰ الکاظم کی اولاد میں سے ہیں، ان کا ذکر خود متعدد شیعہ علماء نے کیا ہے، مثلاً شیخ مفید نے الارشاد ص: ۳۰۳۔ ابن عنبہ نے ہامش عمدة الطالب ص: ۲۶۶۔ نعمت اللہ جزائری نے الانوار للنعمانية ۱/۳۸۰ میں کیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اہل بیت کرام کی شدت محبت کی ایک قابل ذکر علامت یہ ہے کہ موسیٰ الکاظم کی [۳۷/ مذکر اولاد تھیں] اور ایک لڑکی جن کا نام عائشہ تھا۔

نعمت اللہ جزائری نے [الانوار للنعمانية میں ۱/۳۸۰] پر لکھا ہے: ﴿وَأَمَّا عِدَّةُ وَلَدِهِ فَهِيَ سَبْعَةٌ وَثَلَاثُونَ وَلَدًا ذَكَرًا وَأُنْثَى: الإمام علي الرضا و... و... وعائشة﴾

اگرچہ ان کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے، لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان کی ایک لڑکی تھی جس کا نام عائشہ تھا، ابونصر بخاری نے کہا: ﴿وُلِدَ مُوسَى مِنْ ثَمَانِيَةِ عَشَرَ ابْنًا وَاثْنَيْنِ وَعَشْرِينَ بِنْتًا، [سلسلة العلوية ص: ۵۳]﴾

تستری نے تواریخ النبی والآل، میں سترہ لڑکیوں کا تذکرہ کیا ہے، جن میں فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، رقیہ، رقیہ صغریٰ، حکیمہ، ام ابی حکیمہ، ام کلثوم، ام سلمہ، ام جعفر، لبانہ، علیہ، آمنہ، حسنہ، بریہہ، عائشہ، زینب اور خدیجہ شامل ہیں، تواریخ النبی والآل ۱۲۵-۱۲۶۔

﴿۲﴾

عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ اکاظم بن جعفر الصادق

عمری نے مجدی میں کہا کہ جعفر بن موسیٰ اکاظم بن جعفر صادق کا ایک لڑکا ام ولد کی طرف سے تھا، جس کی آٹھ لڑکیاں تھیں: حسنہ، عباسہ، عائشہ، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، اسماء، زینب اور ام جعفر ﴿سرلسلسلۃ العلویۃ ص: ۶۳﴾

﴿۳﴾

عائشہ بنت علی الرضا بن موسیٰ اکاظم

ابن خشاب نے اپنی کتاب ”موالید اہل البیت“ میں ان کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: علی الرضا کے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکوں کا نام محمد قانع، حسن، جعفر، ابراہیم، اور حسین ہیں، اور لڑکی کا نام عائشہ ہے، [تواریخ النبی والآل ص: ۱۲۸]

﴿۴﴾

عائشہ بنت علی الہادی بن محمد الجواد بن علی الرضا

شیخ مفید نے [الارشاد ص: ۳۳۴] پر ان کا ذکر کیا ہے، قال: ﴿وخلف من الولد أبا محمد الحسن ابنه هو الإمام من بعده والحسين ومحمد وجعفر وابنته عائشة...﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی کے اولاد میں سے جن لوگوں نے اپنا نام طلحہ رکھا ہے

﴿۱﴾

طلحہ بن حسن بن علی بن ابی طالب

یعقوبی نے اپنی تاریخ میں حضرت حسنؓ کی اولاد میں ان کا تذکرہ کیا ہے [ص: ۲۲۸] اور تستری نے تواریخ النبی والآل میں [ص: ۱۴۰]۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سی کے اخلاف میں سے جن حضرات نے اپنا مذہب معاویہ رکھا ہے

(۱)

معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

یہ عبد اللہ بن جعفر کی اولاد میں سے ہیں، جن کا نام معاویہ بن ابی سفیان ہے، نیز اس معاویہ کی اولاد ہیں،
(ان کی نسل چلی) [انساب الاشراف ص: ۶۰، ۶۸ ابن عنبہ کی عمدة الطالب ص: ۵۶]

اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان ازدواجی رشتے

اہل بیت اور آل صدیق اکبرؓ بنی تیم کے درمیان رشتے

(۱)

محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ دختر صدیق اکبرؓ سے نکاح فرمایا شیعہ امامیہ کے علماء کے میں سے کوئی بھی عالم اس نکاح کا منکر نہیں ہے، اگرچہ علمائے شیعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے سلسلہ میں زبان درازی کرتے ہیں، اور ان کا کوئی بھی عالم نہ بیانہ پرانا حضرت عائشہ پر ترضی نہیں پڑھتا بلکہ اس کے برعکس ان پر نہایت برے الزامات لگاتا ہے، جیسا کہ شیخ عباس قمی نے اپنی تفسیر وغیرہ میں علمائے شیعہ سے نقل کیا ہے۔

(۲)

موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن ثنی بن حسن البسط بن علی بن ابی طالب

انہوں نے ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابوبکر صدیقؓ سے نکاح کیا تھا، جن سے عبد اللہ پیدا ہوئے، اس کا علمائے شیعہ میں سے تراجم أعلام النساء کے مصنف نے ص: ۲۷۳ پر اور ابونصر بخاری نے سر السلسلة العلویة ص: ۲۰ میں تذکرہ کیا ہے، نیز ابن عنبہ نے عمدة الطالب ص: ۱۳۴ میں کیا ہے،
﴿وأم سلمة هذه أمها عائشة بنت طلحة بن عبيد الله وأمها أم كلثوم بنت أبي بكر الصديق﴾

﴿۳﴾

اسحاق بن جعفر بن ابی طالب

انہوں نے ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے شادی کی، اور یہ ام فروہ کی بہن تھیں، ان کا ذکر علمائے شیعہ میں سے محمد علمی الحارثی نے اپنی کتاب ”تراجم اعلام النساء“ میں [ص: ۲۶۰] پر کیا ہے۔

﴿۴﴾

محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین

انہوں نے ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ سے نکاح کیا، جن سے جعفر صادق پیدا ہوئے، اس رشتہ کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے مراجع و مآخذ میں ملتا ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۲۷۰] محمد علمی حارثی کی تراجم اعلام النساء [ص: ۲۷۸] ابن عنبہ کی عمدة الطالب [ص: ۲۲۵] حضرت جعفر صادق کا یہ مقولہ مشہور ہے، میں ابوبکر صدیقؓ سے دو مرتبہ پیدا ہوا۔ جعفر صادق کو عظمت و شرف کا ستون کہا جاتا ہے۔ ابن طقطفی کی الاصلی [ص: ۱۳۹] ﴿مقالة جعفر الصادق المشهورة وولد فی ابوبکر مرتین﴾ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ماں ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر ہیں اور ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابوبکرؓ ہیں، اگر قارئین کرام غور فرمائیں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ آل صدیق اکبرؓ سے ان کا کتنا اچھا رشتہ تھا۔

﴿۵﴾

حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت حسنؓ نے حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابوبکر صدیقؓ سے نکاح فرمایا تھا، تبری نے تواریخ النبی والال کے ص: ۱۰۷، پر ازواج الإمام الحسن کے تحت اس کا ذکر کیا ہے۔

اہل بیت اور آل زبیرؓ کے درمیان رشتہ

﴿۱﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب

حضرت العوام بن خویلد نے آپ سے نکاح کیا، جن سے زبیر بن العوام پیدا ہوئے، یہ رشتہ تمام مراجع اور کتب انساب کا متفق علیہ ہے، مؤرخین اور علمائے انساب میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے۔

﴿۲﴾

ام الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام نے اس سے نکاح کیا، اس نکاح کا ذکر شیعہ علماء میں سے عباس قمی نے منتہی الآمال [ص: ۳۴۱] ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب [ص: ۲۸۸] شیخ محمد حسین اعلمی حاضری نے تراجم اعلام النساء [ص: ۳۴۶] اور ابوالحسن عمری نے المجدی میں کیا ہے، نیز علمائے انساب میں سے بلاذری نے أنساب الأشراف [۱۹۳/۲] میں اور مصعب زبیر بن بکاء نے نسب قریش [ص: ۵۰] پر اس کا ذکر کیا ہے۔

﴿۳﴾

رقیہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عمرو بن زبیر بن عوام نے ان سے نکاح کیا، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ علماء میں سے عباس قمی نے منتہی الآمال [ص: ۳۴۲] میں اعلمی نے تراجم اعلام النساء [ص: ۳۴۶] ابوالحسن عمری نے المجدی میں اور ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب [ص: ۸۸] میں کیا ہے، علماء انساب میں سے مصعب زبیری نے نسب قریش [ص: ۵۰] پر اس کا ذکر کیا ہے۔

﴿۴﴾

ملیکہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت جعفر بن مصعب بن زبیر نے ان سے شادی کی جن سے ایک لڑکی فاطمہ پیدا ہوئی، مصعب زبیری کی نسب قریش، ص: ۵۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿۵﴾

موسیٰ بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے عبیدۃ بنت زبیر بن ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح کیا، جن سے عمر درج، صفیہ اور زینب پیدا ہوئیں، مصعب زبیری کی ”نسب قریش“ ص: ۷۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿۶﴾

جعفرا کبر بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاطمہ بنت عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا، جن سے علی پیدا ہوئے، مصعب زبیری کی نسب قریش ص: ۷۲ پر ملاحظہ کیجئے۔

﴿۷﴾

عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے ام عمرو بنت عمرو بن زبیر بن عروہ بن عمر بن زبیر سے نکاح کیا، جن سے جعفر اور فاطمہ پیدا ہوئے، مصعب زبیری کی نسب قریش ص: ۷۳، ۷۴ پر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿۸﴾

محمد بن عوف بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب

آپ نے صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر سے نکاح کیا، جن سے علی اور حسنة پیدا ہوئیں، مصعب زبیری کی نسب قریش ص: ۷۷ پر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿۹﴾

بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب

بنت قاسم سے حضرت حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن عوام نے نکاح کیا، جن سے ان کی اولاد بھی ہوئیں، مصعب زبیری کی نسب قریش ص: ۸۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿۱۰﴾

محمد بن عبداللہ النفس الزکیۃ بن حسن ثنی بن حسن سبط بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاختہ بنت فلیح بن محمد بن منذر بن زبیر سے نکاح فرمایا جن کے بطن سے طاہر پیدا ہوئے، ابونصر بخاری نے سر السلسلۃ العلویۃ، میں ص: ۱۸ پر ذکر کیا ہے۔



حسین اصغر بن علی زین العابدین بن حسین

آپ نے خالدہ بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن عوام سے شادی کی، اس کا تذکرہ شیخ محمد حسین اعلمی شیعہ نے تراجم اعلام النساء میں [ص: ۳۶۱] پر کیا ہے۔



سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب

مصعب بن زبیر بن عوام نے ان سے نکاح کیا، اس کا تذکرہ علم انساب کے دو بڑے شیعہ علماء نے کیا ہے، ابن عنبہ کی عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب میں [۸۲۸ھ-ص: ۱۱۸] ابن طقطقی کی الاصلی فی انساب الطالبین میں ت ۷۰۹ھ [ص: ۶۵-۶۶]



حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب

آپ نے امینہ بنت حمزہ بنت منذر بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا، ابونصر بخاری شیعہ نے ”سلسلة العلویة“ میں ص: ۱۰۳ پر ذکر کیا ہے، کہ حسین بن حسن کے لڑکے محمد، علی، حسن اور لڑکی فاطمہ تھی، جن کی ماں امینہ بنت حمزہ بن منذر بن زبیر ہیں۔



علی خرزہ بن حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن عوام سے نکاح فرمایا۔ ابونصر بخاری نے ”سلسلة العلویة“ میں [ص: ۱۰۲] پر ذکر کیا ہے، کہ علی بن حسن بن علی معروف بہ خرزہ کے لڑکے حسن ہیں جن کی ماں فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن عوام ہیں۔

اہل بیت اور آل خطاب بن عدی کے درمیان ازدواجی رشتے

﴿۱﴾

محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب سے نکاح فرمایا تھا، اس نکاح کے بارے میں کسی بھی شیعہ عالم کا کوئی اختلاف نہیں، اگرچہ شیعہ امامیہ کے علماء، حضرت حفصہ پر بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ کی طرح سب و شتم کرتے ہیں۔

﴿۲﴾

حسن افسس بن علی بن علی زین العابدین بن حسین

حضرت حسن افسس نے بنت خالد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ سے نکاح کیا تھا، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ عالم ابن عنبہ کی کتاب عمدة الطالب [ص: ۳۳۷] اور تراجم اعلام النساء [ص: ۳۶۱] پر ہے۔

﴿۳﴾

حسن ثنی بن حسن علی بن ابی طالب

آپ نے رملہ بنت سعید بن زید بن نفیل عدوی سے نکاح کیا، جن سے محمد، رقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں، علمائے شیعہ میں سے ابن عنبہ نے عمدة الطالب، میں [ص: ۱۲۰] پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اہل بیت اور بنی تیم کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

حضرت حسن بن علیؓ بن ابی طالب

آپؓ نے ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی سے نکاح فرمایا، جن سے فاطمہ، ام عبد اللہ اور طلحہ بن حسن پیدا ہوئے، اس نکاح کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے کئی ایک مراجع و ماخذ میں ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۱۹۴]

شیخ عباس قمی کی منتهی الآمال [ص: ۶۵۱] فصل ۲ فی بیان اولاد الحسین۔

کشف الغمۃ کی معرفۃ الائمة [۵۷۵/۲] فی ذکر اولاد الحسن [اور الجزائر کی الانوار النعمانیة [۳۷۴/۱] وقال:

﴿والحسین الاثرم بن الحسن وطلحة وفاطمة أمهم ام اسحاق بنت طلحة بن عبید اللہ التیمی﴾

حسین اثرم بن حسن، طلحہ اور فاطمہ کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی ہیں۔

﴿۲﴾

حضرت حسین بن علیؑ بن ابی طالب

حضرت حسینؑ نے ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی سے نکاح فرمایا، اور اپنے انتقال سے پہلے حضرت حسن کو وصیت فرمائی کہ ام اسحاق سے نکاح کریں، چنانچہ حضرت حسن نے ایسا ہی کیا اور ان کے بطن سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں، اس بات کا تذکرہ شیعہ امامیہ کے مآخذ میں ملتا ہے، جیسے: شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۱۹۴] شیخ عباس قمی کی منتهی الآمال [ص: ۶۵۱]، الفصل ۱۲ فی فصل بیان اولاد الحسین [الجزائری فی الانوار النعمانیة [۳۷۴/۱] وقال: ﴿فاطمة بنت الحسین وأمها أم اسحاق بنت طلحة بن عبید اللہ﴾

فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔

اہل بیت اوز بنی امیہ کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں دختران مکرم کا نکاح، خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی سے ہوا تھا۔ اس رشتہ کے بارے میں شیعہ امامیہ کے کسی عالم کو کوئی اختلاف نہیں ہے، اس کے باوجود وہ حضرت عثمان بن عفان کو ہمیشہ برا بھلا کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں اگرچہ یہ نکاح ہوا ہے لیکن یہ: ”مناکحة من أظهر الاسلام وأضر الکفر“ [اس آدمی کا نکاح

جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور کفر کو اپنے دل میں چھپایا کی طرح ہے، اس کے لئے دیکھئے: شیخ مفید کی المسائل السروية علمائے شیعہ کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت رقیہ کی موت عثمان بن عفانؓ کے ان کو مارنے پٹنے کی وجہ سے ہوئی تھی، لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رقیہ کی وفات کے بعد، حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے کیوں کیا؟

﴿۲﴾

حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا، ابوالعاص بن ربیع، حضرت زینب کی خالہ ہالہ بنت خویلد کے لڑکے ہیں، حضرت زینب کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام امامہ تھا، جن سے حضرت علی نے فاطمہ زہراؓ کے انتقال کے بعد نکاح کر لیا تھا، اس رشتہ میں بھی شیعہ امامیہ کے کسی بھی عالم کا اختلاف نہیں۔

﴿۳﴾

علی بن حسن بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

انہوں نے رقیہ بنت عمر عثمانیہ سے نکاح کیا تھا، ابونصر بخاری نے اس کا تذکرہ کیا ہے: وقال: ﴿وعلی بن الحسن بن علی الخرزی هو الذی تزوج برقیہ بنت عمر العثمانیة وکانت من قبل تحت المہدی بن المنصور، فأنکر ذلک الہادی وأمر بطلاقہا فأبی علی بن الحسن ذلک وقال: لیس المہدی برسول اللہ حتی تحرّم نسأؤہ بعده ولا هو المہدی أشرف منی، سر السلسلۃ العلویۃ ص: ۱۰۳﴾

علی بن حسن بن علی خرزوی نے رقیہ بنت عمر عثمانیہ سے نکاح کیا تھا جو ان سے پہلے مہدی بن منصور کے نکاح میں تھی، چنانچہ ہادی کو یہ ناگوار گزرا اور اس نے طلاق کا حکم دیا لیکن علی بن حسن نے اس کو رد کر دیا، اور فرمایا کہ مہدی کوئی رسول نہیں کہ اس کے بعد اس کی عورتوں سے نکاح حرام ہو جائے اور نہ مہدی ہے جو مجھ سے اشرف ہے۔

﴿۴﴾

حضرت علی بن ابی طالب

حضرت علیؓ نے امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع سے نکاح فرمایا، قدمربیانہ۔

﴿۵﴾

خدیجہ بنت علی بن ابی طالب

خدیجہ بنت علی کا نکاح عبدالرحمن بن عامر بن کریم اموی سے ہوا تھا، اس کا تذکرہ علمائے شیعہ میں سے ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب [ص: ۸۳] ابوالحسن عمری شیعہ کی کتاب المجدی سے نقل کر کے حاشیہ پر ذکر کیا ہے، تراجم اعلام النساء [ص: ۳۲۵] ابن حزم کی جمہرۃ انساب العرب [ص: ۶۸] وقال فی عمدۃ الطالب: ﴿تزوجها عبدالرحمن بن عامر الاموی، ولم يذكر اسم کریم﴾

﴿۶﴾

رملہ بنت علی بن ابی طالب

معاویہ بن مروان بن حکم نے ان سے نکاح کیا تھا، نسب قریش [ص: ۴۵] جمہرۃ انساب العرب [ص: ۸۷] جمہرۃ انساب العرب میں یہ مذکور ہے کہ رملہ ابوالہبیاج ہاشمی جن کا نام عبداللہ بن ابی الحارث بن عبدالمطلب ہے کے نکاح میں تھیں، جن سے اولاد بھی ہوئی، اور سفیان بن حارث کے لڑکے کے فوت ہو جانے کے بعد، معاویہ بن مروان بن حکم نے رملہ سے نکاح کیا۔

﴿۷﴾

زینب بنت حسن ثنی بن علی بن ابی طالب

خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان نے ان سے نکاح کیا، نسب قریش [ص: ۵۲] جہرۃ انساب العرب [ص: ۱۰۸]

﴿۸﴾

نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب

خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان نے ان سے نکاح کیا، ابن عنبہ جو شیعہ صاحبان کا علم الانساب میں بڑا ماہر عالم ہے، اس نے اس نکاح کا تذکرہ عمدۃ الطالب [ص: ۶۱ اور ص: ۹۰] پر کیا ہے۔

﴿۹﴾

ام لیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

ان سے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا تھا، انساب الاشراف ص: ۵۹، ۶۰ میں لکھا ہے:

﴿وكانت لعبد الله ابنة يقال لها ام ايها تزوجها عبد الملك بن مروان﴾

عبداللہ کی ام ایہا نامی ایک لڑکی تھی جس کا نکاح عبدالملک بن مروان سے ہوا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ام کلثوم ہے، عبدالملک نے ان سے شادی کی تھی، پھر طلاق دے دی تھی اور اس کے بعد ان سے ابان بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دو عورتوں کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں، وہ خاتون جن سے پہلے عبداللہ نے شادی کی، پھر علی بن عبداللہ بن عباس نے، یہ ام ایہا کی بہن ہیں۔ محمد حکیمی نے اعیان النساء ص: ۲۰ میں کہا ہے:

﴿وتزوجها عبد الملك بن مروان بدمشق فطلقها فتزوجها علي بن عبد الله بن عباس وهلك

عندہ﴾ عبدالملک بن مروان نے ام ایہا سے دمشق میں نکاح کیا تھا اور طلاق بھی دیدی تھی، اس کے بعد علی بن

عبداللہ بن عباس نے ان سے نکاح کیا اور تاحیات انہی کے پاس رہی۔ اور یعقوبی کی تاریخ میں ص: ۳۲۲ پر ہے:

﴿وكانت لعلی بن عبد الله بن عباس اثنان وعشرون ولداً... وعبد الله الأكبر أمه أيها بنت

عبد الله بن جعفر بن أبي طالب﴾

﴿۱۰﴾

فاطمہ بنت حسین شہید بن علی بن ابی طالب

آپ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ نے نکاح فرمایا تھا، جن سے محمد الدیباج پیدا ہوئے، محمد الدیباج اپنے ماں شریک بھائی، عبداللہ المحض، حسن المثلث اور دوسرے اہل بیت کے ساتھ منصور دوانیقی کے قید میں ۱۲۵ھ میں شہید کئے گئے۔ فاطمہ بنت حسین پہلے حسن المثنیٰ کے نکاح میں تھیں، جن سے عبداللہ المحض، حسن المثلث، اور ابراہیم الغمر پیدا ہوئے، اگرچہ علمائے شیعہ امامیہ اس نکاح سے تجاہل برتتے ہیں اور اکثر اس کا انکار بھی کرتے ہیں، جیسا کہ علی محمد علی دخیل نے اپنی کتاب ”فاطمہ بنت الحسین“ میں لکھا ہے کہ فاطمہ نے صرف حسن ثنی بن حسن البسط سے نکاح کیا تھا، جن سے اولاد بھی ہوئیں، ان علمائے شیعہ میں سے جنہوں نے اس نکاح کو نظر انداز کیا ہے شیخ محمد رضا حکیمی ہیں، انہوں نے اپنی کتاب اعیان النساء عبر العصور المختلفة میں فاطمہ بنت حسین کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ان کا نکاح حسن المثنیٰ سے ہوا، جن سے کئی اولاد ہوئیں، جو منصور دوانیقی کی قید میں رہیں اور اسی میں شہید کر دی گئیں۔ لیکن اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ قید میں ان

کے ساتھ ان کے ماں شریک بھائی محمد الدیباج بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان بھی شہید ہوئے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر علمائے شیعہ امامیہ نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں، اور یہ وہی ام اسحاق ہیں جو حسن البسط کے نکاح میں تھیں اور ان سے بچے بھی ہوئے، نیز حضرت حسنؑ نے اپنی وفات سے قبل اپنے بھائی حضرت حسین کو وصیت فرمائی تھی، کہ وفات کے بعد ان سے نکاح کر لیں، چنانچہ حضرت حسین نے نکاح کیا اور ان سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں، یہ بات تمام مراجع و مآخذ میں مذکور ہے۔

شیعہ امامیہ کے مآخذ و مراجع کو ملاحظہ فرمائیے: جیسے شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۱۹۴] نعمت اللہ جزائری کی الانوار النعمانیة [۳/۱] الاصلی [ص: ۶۵، ۶۶]، عباسی قمی کی منتہی الآمال ص: ۶۵۱ / الفصل ۱۲، فی بیان اولاد الحسین، تاریخ یعقوبی ۱/۳۷۴، عمدة الطالب [ص: ۱۱۸] علم الانساب کی بعض کتابیں: انساب الاشراف [۲/۶۰۷] جمهرة انساب العرب [ص: ۴۱-۸۳] نسب قریش ص: ۵۱۔ حضرت فاطمہ بنت حسین کی وفات ۷۱ھ میں ہوئی اور اسی سال ان کی بہن سکیثہ بنت حسین اور فاطمہ کبریٰ بنت علی بن ابی طالب کی وفات ہوئی۔ اگر قارئین کرام علمائے شیعہ امامیہ کی وہ تصریحات جن سے فاطمہ بنت حسین کی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے نکاح کا ثبوت ہوتا ہے، پڑھنا چاہیں تو درج ذیل مآخذ سے رجوع کر سکتے ہیں:

الف ابن طقطقی ت: ۷۰۹ھ جو اکابر علماء شیعہ میں علم الانساب کے بڑے ماہر عالم ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”الاصیلی فی انساب الطالبین“ میں اس نکاح کا ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

﴿خلف فاطمة بنت الحسين عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان فولدت له﴾
عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے فاطمہ بنت حسین سے بعد میں نکاح کیا جن کے بطن سے اولاد بھی ہوئی۔

ب ابن عنبہ ت: ۸۲۸ھ جو بڑے مشہور شیعہ عالم انساب ہیں، اپنی کتاب عمدة الطالب کے اندر انساب آل ابی طالب کے تحت اس نکاح کا ذکر کرتے ہیں [ص: ۱۸۸، حاشیہ کتاب] وقال المحقق:
﴿وكانت فاطمة تزوجت بعد الحسن المثنى عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان﴾

الأموی... فولدت له أولاداً منهم محمد المقتول مع أخیه عبدالله بن الحسن ويقال له

الدياج والقاسم ورقية بنو عبدالله بن عمرو "عمدة الطالب" [ص: ۱۱، الهامش]

خلاصہ: حاصل بحث یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت حسین کا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ثابت ہے، جس کا تذکرہ شیعہ امامیہ اور اہل سنت والجماعت دونوں کے مآخذ میں مذکور ہے، اس کتاب کے ص: ۲۷ پر مآخذ مذکور ہیں، جن میں تین مآخذ شیعہ امامیہ کے ہیں جو یہ ہیں: (۱) ابن طقطقی کی الأصبلی فی انساب الطالبین [ت: ۷۰۹، ص: ۶۵-۶۶] (۲) ابن عنبہ کی عمدة الطالب فی انساب آل ابی

طالب [ت: ۷۲۸، ص: ۱۱۸] (۳) تاریخ یعقوبی [۳۷۲/۲]

تاریخ و انساب کی کتب و مراجع کے لئے ہم مندرجہ ذیل کتب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں:

ابن قتیبہ ت: ۲۷۶ کی المعارف۔ ذہبی ص: ۲۲۲ کی تاریخ الاسلام أحداث ۱۲۰، ۱۰۱، ابن جوزی

ت: ۵۹۷/۱۸۲ نمبر ۶۳۰ کی المنتظم فی تاریخ الامم والملوک۔

احمد بن یحییٰ بلاذری کی انساب الاشراف، [۱۹۸/۲] ابن کثیر ت: ۷۷۴ کی البداية والنهاية

ت: ۷۷۴، ابن عبد ربہ کی العقد الفرید، اور ابن حجر عسقلانی کی تقریب التهذیب [۶۰۹-۲۸۲/۲] ابن حجر ۸۵۲ھ

کی تهذیب التهذیب [۲۲۲/۱۲ نمبر ۲۸۶۳ اور ۱۰/۳۹۶ ن ۸۹۲۸] ابن عساکر کی تاریخ

دمشق [۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۲] مصعب زبیری کی نسب قریش ت: ۲۳۶، ابن سعد کی الطبقات

الکبریٰ ۸/۳۷۳-۴۷۴، ابن معین کی تاریخ ۲/۳۹۷، ابن حبان کی الثقات ۳/۲۱۶ اور المعرفة بالتاریخ

۳/۲۶۵، ابن اثیر کی الکامل فی تاریخ ت: ۶۳۰، ۵۱۸-۵۲۳، ۶/۲۱۶، المزنی کی تهذیب الکمال

ت: ۷۲۲، ۱۱۹۲/۳-۳۹۲، الذہبی کی کاشف ۳/۲۳۲ نمبر: ۱۱۰، اور جامع التحصیل ۳۹۲ نمبر ۱۰۳۲، خلاصہ

تهذیب التهذیب ۴۹۴، التذکرۃ الحمدونیة ۱/۴۸۲، ابن حزم کی جمهرة انساب العرب ص: ۴۱-۸۳، کیا

ان تمام مراجع کے بعد بھی اہل علم کو کوئی شبہ باقی ہے۔



حضرت حسین بن علی بن ابی طالب

آپؑ نے لیلیٰ یا آمنہ بنت ابومرہ سے نکاح فرمایا تھا، یہ زوجہ محترمہ ثقفی اموی تھیں، اس کا ذکر شیخ

عباس قمی کی منتهی الآمال میں ص: ۶۵۳، ۶۵۴ پر ہے۔

﴿ومن زوجات الحسين لیلی بنت اُبی مرّة بن عروة بن مسعود الثقفية وأمها ميمونة بنت اُبی سفیان وهي أم علی الأكبر وعلی الأكبر هاشمي من جهة ابيه ثقفي أموي من جهة أمه﴾
 ”حضرت حسینؑ کی بیویوں میں لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں جن کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان ہیں، نیز یہ علی اکبر کی بھی ماں ہیں جو باپ کی طرف سے ہاشمی اور ماں کی طرف سے ثقفی اموی ہیں۔

اس کا ذکر نسب قریش میں بھی ہے، ﴿ص: ۵۵ فی فصل ولدالحسین وفیه من زوجاته: لیلیٰ أو آمنة بنت معتب بن عمرو بن سعد بن مسعود بن عوف بن قیس، وأمها ميمونة بنت اُبی سفیان بن حرب بن أمية﴾

خاندان حضرت علیؑ اور آپؐ کی پھوپھیوں کے ابناء عباسین کے درمیان رشتے

﴿۱﴾

محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ الکاظم

انہوں نے ام حبیب بنت مامون عباسی سے نکاح کیا، یہ نکاح ۲۰۲ھ ماہ صفر کے آخر میں ہوا تھا، اس کا ذکر شیعہ امامیہ کے مآخذ میں ہے، جیسے محمد علمی الحائری کی تراجم اعلام النساء ص: ۲۴۹، ہاشم حسینی کی سیرۃ الأئمة الاثنی عشرة [ص: ۴۰۴، ۴۰۵] شیخ مفید کی الارشاد [ص: ۳۲۱] وسماعا أم الفضل اور ابن شہر آشوب کی المناقب [۲۲۲/۱]

﴿۲﴾

فاطمہ بنت محمد بن علی النقی بن محمد الجواد بن علی رضا

خلیفہ ہارون رشید عباسی نے ان سے نکاح کیا تھا، مناقب آل ابی طالب [ص: ۲۲۲/۲]

﴿۳﴾

عبید اللہ بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب

انہوں نے ابو جعفر منصور کی پھوپھی سے نکاح کیا تھا، اور اس وقت آپ ۵۶ سال کے تھے، نیز زینب بنت محمد باقر سے بھی نکاح کیا، مآخذ شیعہ میں سے السلسلة العلویة [ہاشم ص: ۱۲۵] ملاحظہ فرمائیے۔



ام کلثوم بنت موسیٰ الجون بن عبد اللہ محض بن حسن بن علی بن ابی طالب

انہوں نے اپنے بھائی منصور عباسی کے لڑکے سے نکاح کیا، محقق نے ابن عنبہ کی عمدة الطالب کے [ص: ۱۳۴] کے حاشیہ پر ابوالحسن عمری کی کتاب المجدی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

﴿ولد موسیٰ بن عبد اللہ الملقب بالجون، اثنی عشر ولداً منهم تسع

بنات... و... وام کلثوم خرجت إلى ابن أخي المنصور﴾

قارئین کرام کو علوی اور عباسی خاندان کے درمیان رشتہ ازدواج کو ملاحظہ فرمانا چاہئے۔

شیعہ بڑے بارہ اماموں کی مائیں کون کون تھیں؟

شیعہ کتب انساب و تاریخ کا اختلاف

ضمیمہ نمبر (۱)

علماء شیعہ امامیہ کا ائمہ کے ماؤں کے اسماء کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے، اور ایسا ہی علماء و فقہاء اور علمائے انساب کے نزدیک ہے، اور یہ بہت ہی حیرت انگیز ہے، جس کی وضاحت سے میں [مؤلف] ناواقف [وقاصر] ہوں۔

یہ نقشہ ان اختلافات کی نشاندہی کرتا ہے۔ (۱)

ائمتہ کے نام	ان کی ماؤں کے نام جیسا کہ شیعہ امامیہ کے مآخذ میں مذکور ہیں
علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابوطالب	شاہ زنان بنت یزدجرد بن کسری، شہر بانویہ، سلافہ، سلامہ، غزالہ، برة، خویلد۔
مراجع	اصول کافی ۵۳۹/۱ باب مولد علی بن الحسین. نفس السنوم ص: ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰ متبھی الآمال ۹/۲، سر السلسلۃ العلویۃ. ۳۱

(۱) شیخ عباس قمی علی زین العابدین کی ماں کے اسماء کی وضاحت میں کہتے ہیں: شاہ زماں بنت یزدجرد بن کسری ان کا لقب ہے، اور شہر بانویہ ان کا نام ہے، جسے حضرت علی نے رکھا تھا، ان کا حقیقی نام سلافہ جس کو سلامہ یا برنکس سے بدل دیا گیا ہے۔ اور غزالہ یا برہ حسین کے لڑکے کی ماں کا نام ہے، جو علی زین العابدین کی پرورش کرتی تھیں اور وہ ان کو ماں کہا کرتے تھے، تو کیا اس تفسیر اور تعلیل کو قبول کیا جاسکتا ہے۔

محمد باقر بن علی بن حسین

مراجع

فاطمہ بنت حسن بن علی بن ابوطالب، کنیت ام حسن ہے۔

کشف النعمة ۳۰۴/۲

جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین

مراجع

فاطمہ یا ام فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق اور ان کی ماں اسماء بنت عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق ہیں۔ اسی وجہ سے جعفر صادق کہا کرتے تھے میری ماں نے دو مرتبہ صدیق سے جنم لیا ہے۔

سرالسلسلة العلوية ص: ۳۴، منتہی الآمال ۱۶۰/۲

کشف النعمة ۳۱۹/۲ - ۳۴۱

موسیٰ کاظم بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

مراجع

ام ولد تھیں، جن کو حمیدہ المغربیہ یا حمید البریریہ کہا جاتا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ حمیدہ مصفاة جو کہ عجم کے معزز لوگوں میں سے تھیں، بیان کیا گیا ہے کہ صادق نے فرمایا کہ حمیدہ برائیوں سے پاک تھیں، جیسے کہ سونے چاندی کا ڈلا۔

منتہی الآمال ۲۳۹/۲، کشف النعمة ۵/۳ عمدة

الطالب ص: ۱۵۶

علی رضا بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

مراجع

ام ولد تھیں، جن کو تکتم کہا جاتا تھا، خیزران مریہ اور شقراء نوبیہ بھی مذکور ہے، ان کا نام اروی ہے، نجمہ و سکین، سہلۃ، ام بنین خیزران صقر ذکر کیا گیا ہے۔

سرالسلسلة العلوية ص: ۳۸ - کشف النعمة ۵۲/۳

منتہی الآمال ۳۳۴/۲

محمد بن جواد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

مراجع

ام ولد جن کا نام خیزران تھا یا سکینتی المریب، یاسبکۃ تھا، عباس قتی نے فرمایا ہے کہ: نوبیہ، ماریہ قبطیہ کے گھرانے سے تھیں۔

سرالسلسلة العلوية ص: ۳۸ - کشف النعمة ۱۲۸/۳

منتہی الآمال ۴۱۹/۲

علی النقی بن محمد بن علی بن موسیٰ ام ولد تھیں، جن کا نام سلمۃ المغربیۃ تھا اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے کہ، جیسا کہ کشف النعمۃ میں مذکور ہے۔

بن جعفر صادق

مراجع

کشف النعمۃ ۱۵۹/۳ - سر السلسلۃ العلویۃ ص: ۳۹

حسن عسکری بن علی بن محمد بن علی ام ولد نوبیہ ہیں جن کا نام ریحانہ تھا، سوسن، ماجدہ، حدیث، سلیک اور جدہ بھی کہا گیا ہے۔

بن موسیٰ بن جعفر صادق

مراجع

منتہی الآمال ۵۱۹/۲ - سر السلسلۃ العلویۃ ص: ۳۹،

کشف النعمۃ ۱۸۸/۳

ان کے نام کے متعلق کہا گیا ہے کہ نرگس ہے، صقل ہے، اور کہا گیا ہے۔۔۔ کہ وہ ام ولد تھیں، نباطی عالمی نے کہا ہے کہ یہ سرمن رای میں حسن [امام منتظر] کے ساتھ ہیں۔ اور نرگس اکثر علماء کے قول کے مطابق ان کی والدہ تھیں، اور کہا گیا ہے کہ حکیمہ تھا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ مسیح کے حواریں میں سے ایک کی نسل سے رومی باندی تھیں، جس کا نام شمعون بن جمون بن صفا تھا، اور ان کا نام ملیکہ بنت یشوعا بن قیصر ملک روم تھا، جو کہ شاہ روم تھا، ایسی ہی مختلف روایات ابن بابویہ قمی اور شیخ الطائف طوسی کے نزدیک ہیں، جو کہ معتبر اسانید کے ذریعہ بشیر بن سلیمان نخاس نے ابویوب کے لڑکے سے نقل کی ہیں، جیسا کہ عباس قمی نے منتہی الآمال میں ذکر کیا ہے، منتہی

مہدی منتظر بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

الآمال ۵۵۵/۲.

مراجع

منتہی الآمال ۵۵۹/۲، کشف النعمۃ ۲۲۴/۳. الارشاد

ص: ۳۴۶، حق الیقین لشیر ص: ۲۲۲، الصراط المستقیم

لمستحق التقدیم ۲۱۷/۲. عمدۃ الطالب ص: ۱۵۸

مذکورہ بالا اطلاعات، چند اور پہلوؤں پر بھی غور کی دعوت دیتی ہیں۔ توجہ کیجئے!

(۱) ائمہ کے ماؤں کے اسماء کے متعلق اختلاف اور کسی متعین نام پر عدم یقین۔

(۲) بوسیدہ تاویلات کے ذریعہ اسماء کے تعدد کی تاویل کا اقدام۔

(۳) قابل دیدہ طرز پر اشارات، یہ کہ ائمہ کے ماؤں کی اصل عجمی ہے، یا رومی اور نصرانی، یا بربری۔ یہ عربی اصل سے نہیں ہیں۔

(۴) یعنی موسیٰ کاظم کی والدہ، حمیدہ مصفاة، اشراف عجم میں سے ہیں۔

(۵) علی زین العابدین کی والدہ، شاہ زنان بنت یزدجرد بن کسری، فارس کے عظیم گھرانے سے ہیں۔

(۶) علی نقی کی والدہ سمانہ، مراکش سے تعلق رکھتی تھیں۔

(۷) حسن کی والدہ ریحانہ، نوبیہ سے ہیں۔

(۸) علی رضا شقراء کی والدہ شقراء، نوبیہ سے متعلق ہیں۔

(۹) محمد جواد کی والدہ نوبیہ سے ہیں اور ماریہ قبطیہ کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔

(۱۰) مہدی منتظر کی ماں کا نسب، شمعون بن حمون بن صفا جو کہ مسیح کے حواریں میں سے ایک تھا پر آ کر ختم ہو جاتا ہے، وہ قیصر روم کی لڑکی تھیں۔

کیا یہ تمام عجیب و غریب نہیں ہے کہ ائمہ کی مائیں ایسے لوگوں کی اولاد ہیں، جو کہ نوبی یا قبطی رومی یا اشراف عجم میں سے ہیں۔

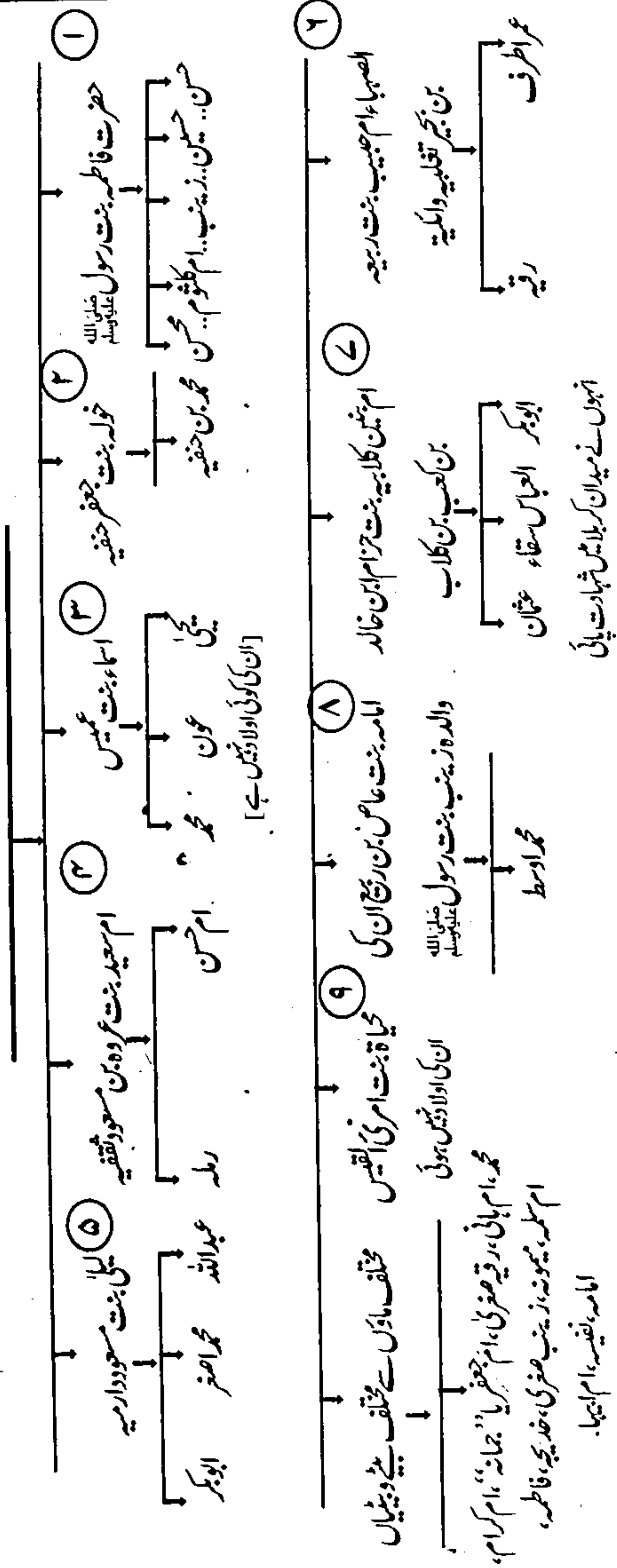
ان میں عربی النسل کوئی ماں نہیں پائی جاتی، سوائے فاطمہ بنت حسن کے، جو کہ محمد باقر کی ماں ہیں، اور ام فروہ یا فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، جو کہ جعفر صادق کی ماں ہیں۔ غور کیجئے!

ضمیمہ نمبر (۲)

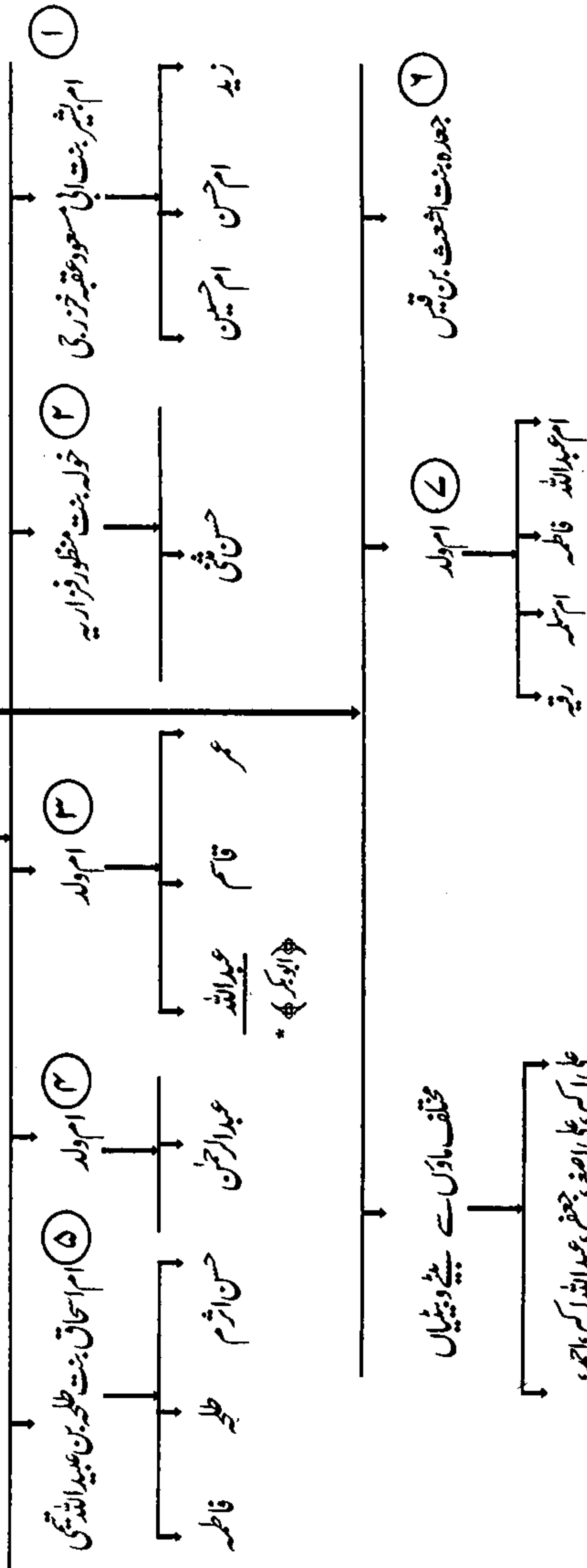
اہل بیت کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ناموں کی فہرست۔ رضوان اللہ علیہم

- (۱) عمر اطرف بن علی بن ابوطالب
- (۲) عمر بن حسین بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب
- (۳) عمر بن حسین الشہید بن علی بن ابوطالب
- (۴) عمر اشرف بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب
- (۵) عمر بن علی اصغر بن عمر اشرف بن علی زین العابدین بن حسین
- (۶) عمر بن حسن افسس بن علی اصغر بن علی زین العابدین بن حسین
- (۷) عمر بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب
- (۸) عمر بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق
- (۹) عمر بن حسن السبط بن علی بن ابوطالب
- (۱۰) عمر بن جعفر بن محمد بن عمر اطرف بن علی بن ابوطالب
- (۱۱) عمر بن محمد بن عمر بن علی بن حسین الشہید
- (۱۲) عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید
- (۱۳) عمر بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب
- (۱۴) ابوبکر بن علی بن ابوطالب
- (۱۵) ابوبکر بن حسین الشہید بن علی بن ابوطالب
- (۱۶) ابوبکر بن حسن السبط بن علی بن ابوطالب
- (۱۷) ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب
- (۱۸) ابوبکر مہدی منتظر کے ناموں میں سے ایک ہے
- (۱۹) عثمان بن علی بن ابوطالب
- (۲۰) عثمان بن عقیل بن ابوطالب
- (۲۱) عائشہ بنت موسیٰ کاظم بن جعفر
- (۲۲) عائشہ بنت علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق
- (۲۳) عائشہ بنت علی ابوالحسن بن محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ بن جعفر صادق
- (۲۴) معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب
- (۲۵) طلحہ بن حسن بن علی بن ابوطالب

ازدواجی رشتہ داری کی وضاحت کے لئے نقشہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ازدواجی رشتہ داریاں اور ان کی اولاد حضرت علی کی بیویاں اور ان کی اولاد

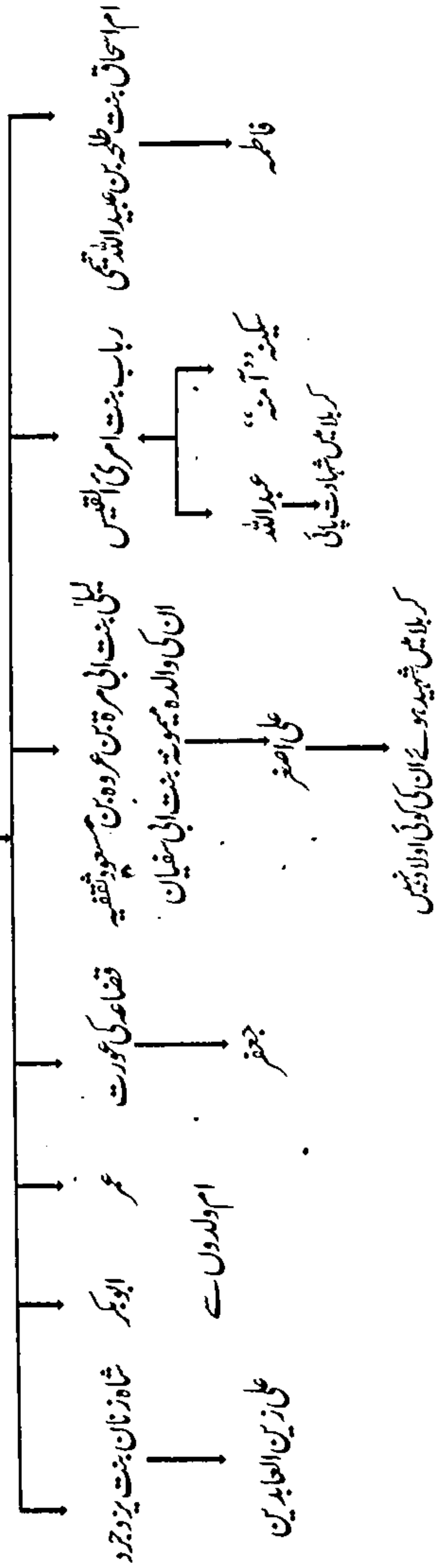


حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد

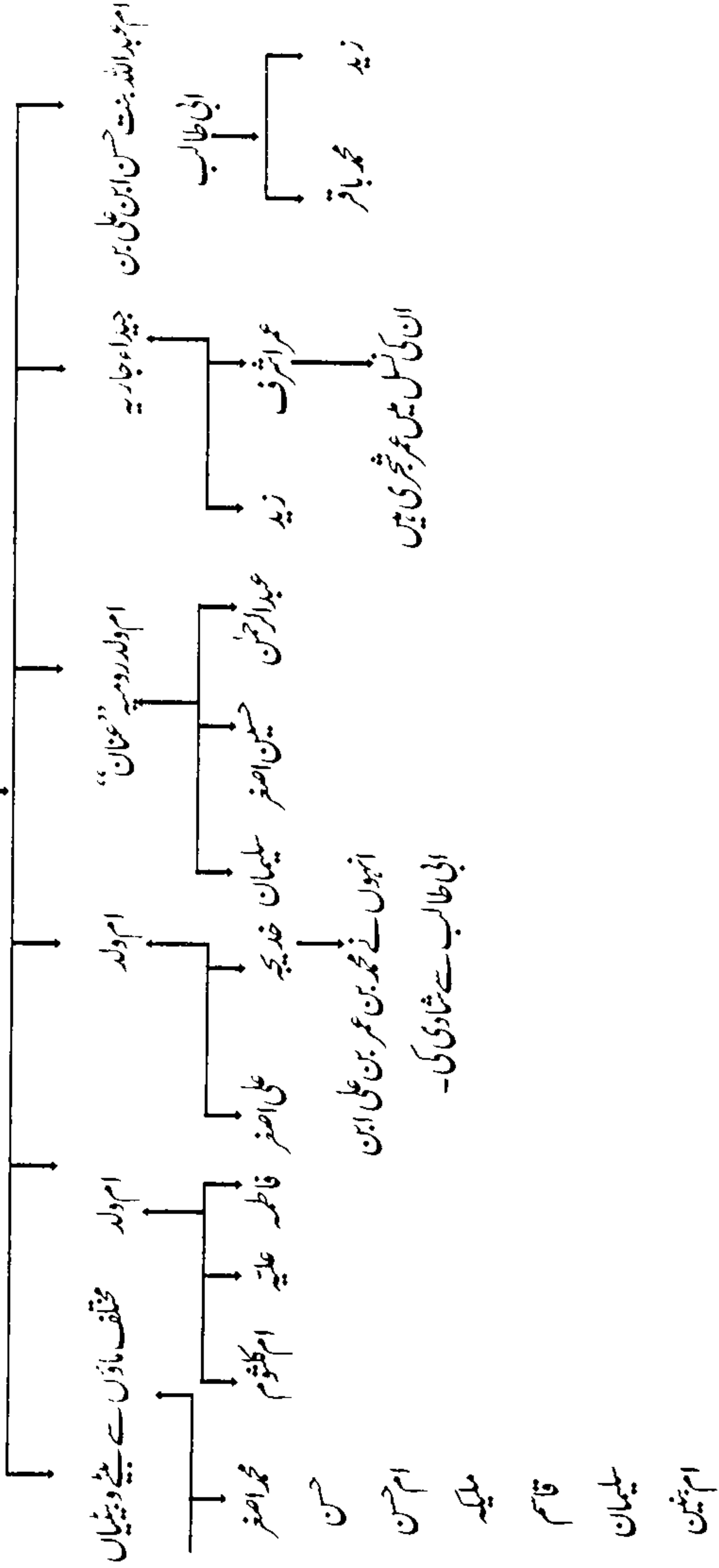


* ابن عیینہ نے ”عمدۃ الطالب“ ص: ۷۳ پر کہا ہے: ”عبد اللہ ہی ابو بکر ہے“

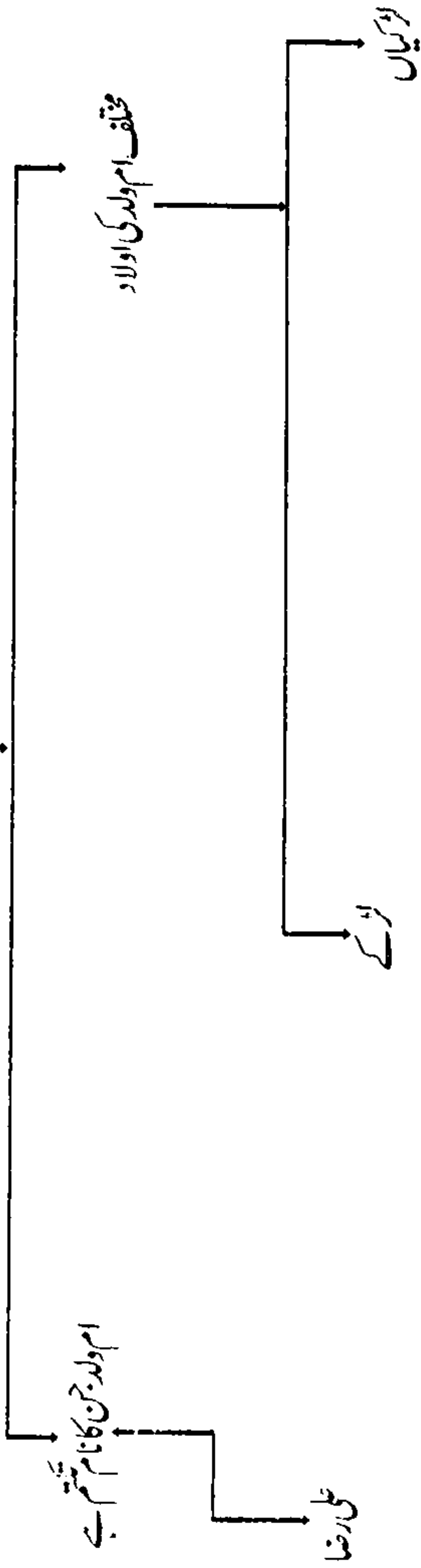
حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بیویاں اور اولاد



حضرت علی زین العابدین ابن حسینؑ کی بیویاں اور اولاد



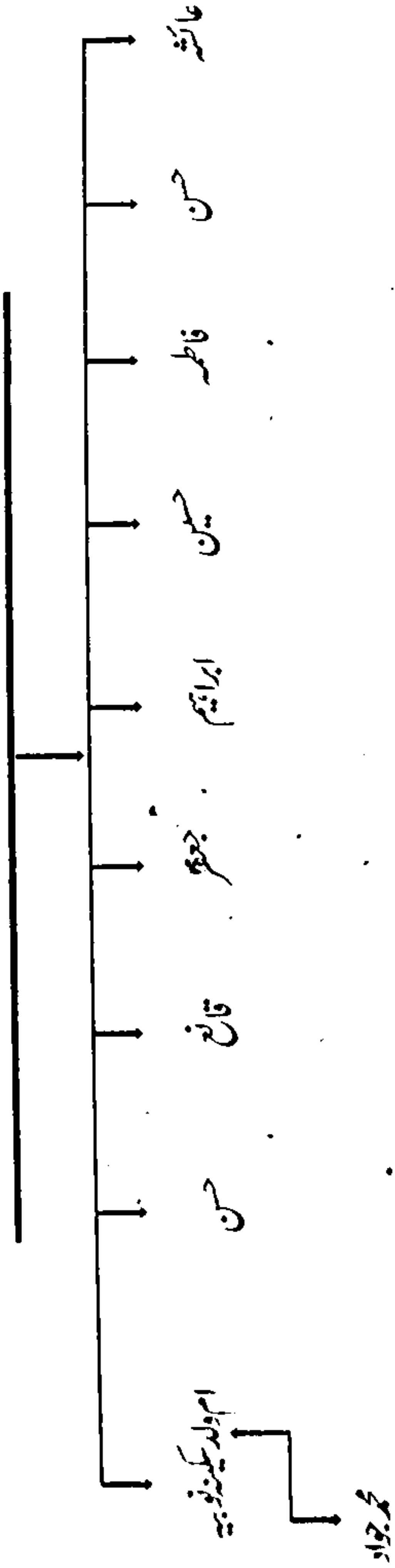
موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر ابن علی زین العابدین کی ازواج اولاد



عمر، زید نثار، سلیمان، فضل، حسن، اسحاق، عبداللہ، عبداللہ، حمزہ، محمد، احمد، ہارون، اسماعیل، قاسم، عباس، ابراہیم، علی، یحییٰ، داؤد، عقیل، محرم، عابد، جعفر، ابراہیم اکبر

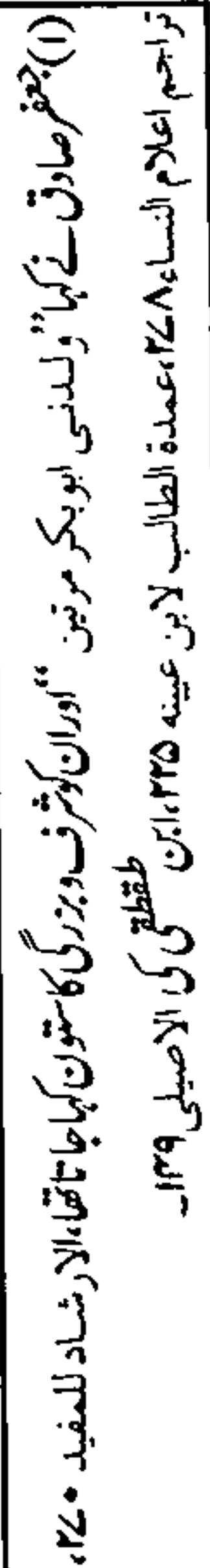
عائشہ، ام کلثوم، میمونہ، ام سلمہ، بدیرہ، حسنہ، آمنہ، علیہ، خدیجہ، زینب، لبابہ، ام جعفر، کلثوم، رقیہ صغریٰ، ام لیہا، حکیمہ، رقیہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، فاطمہ کبریٰ، عباسہ، اسماء

حضرت علی رضا ابن موسی کاظم ابن جعفر صادق بن محمد باقر کی اولاد

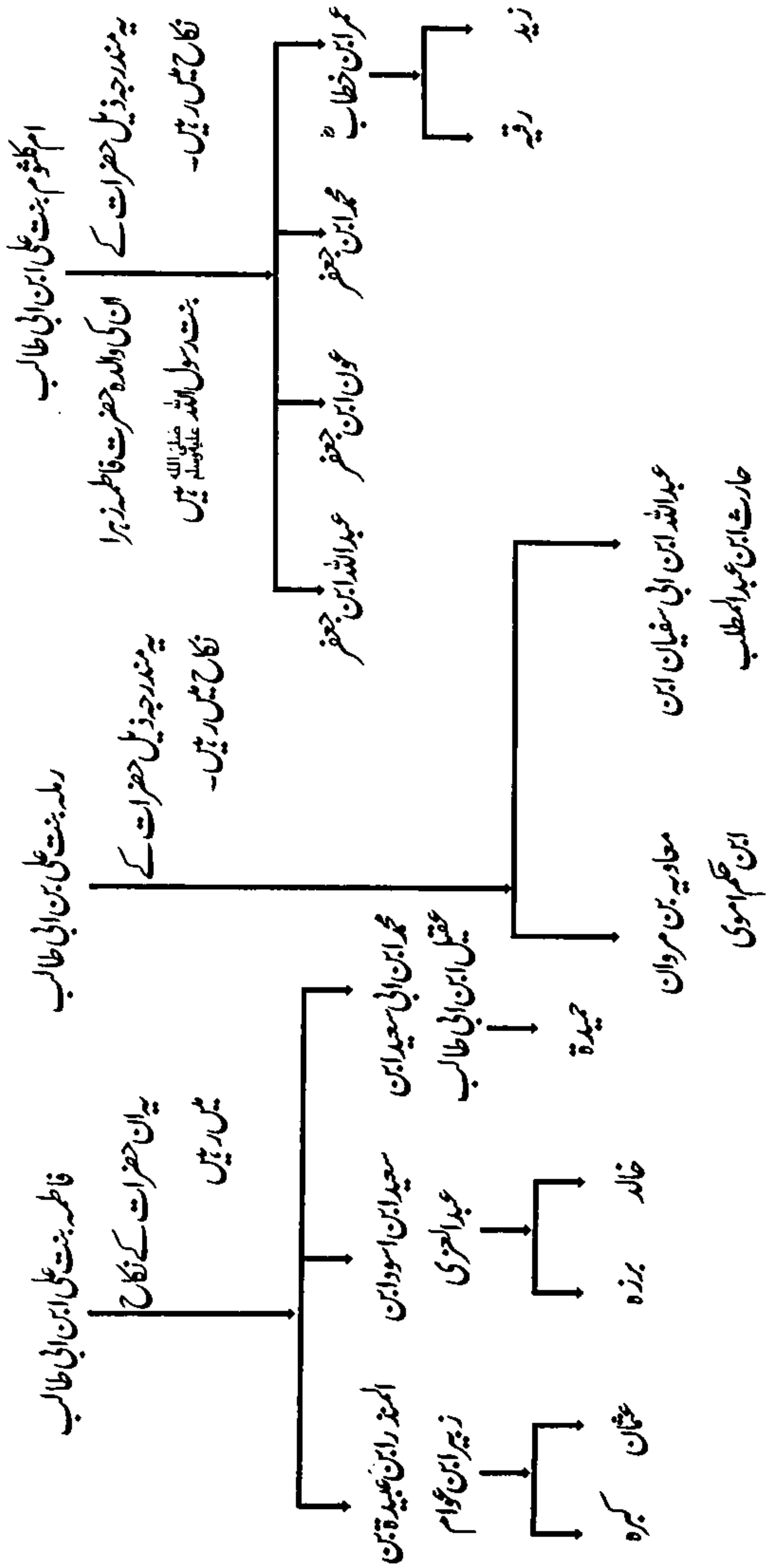


(۱) جن کے بارے میں ”سلسلة العلوية“ میں ہے کہ ان کی محمد جواد کے علاوہ کوئی اولاد نہیں ہوئی، ص: ۳۸، اور کشف الغمۃ میں ہے کہ ان کے پانچ لڑکے اور لڑکی عائشہ تھیں، ۵۸/۳، اور جس کو حافظ عبد العزیز ابن اخضر جنابذی نے بیان کیا ہے کہ پانچ لڑکے اور ایک لڑکی عائشہ تھیں کشف الغمۃ ۵۹/۳ ناموں میں اختلاف کے ساتھ، اور محمد جواد کی ماں کے سلسلے میں اختلاف ہے، اور تمام اختلافات کو جمع کر دیا گیا ہے۔

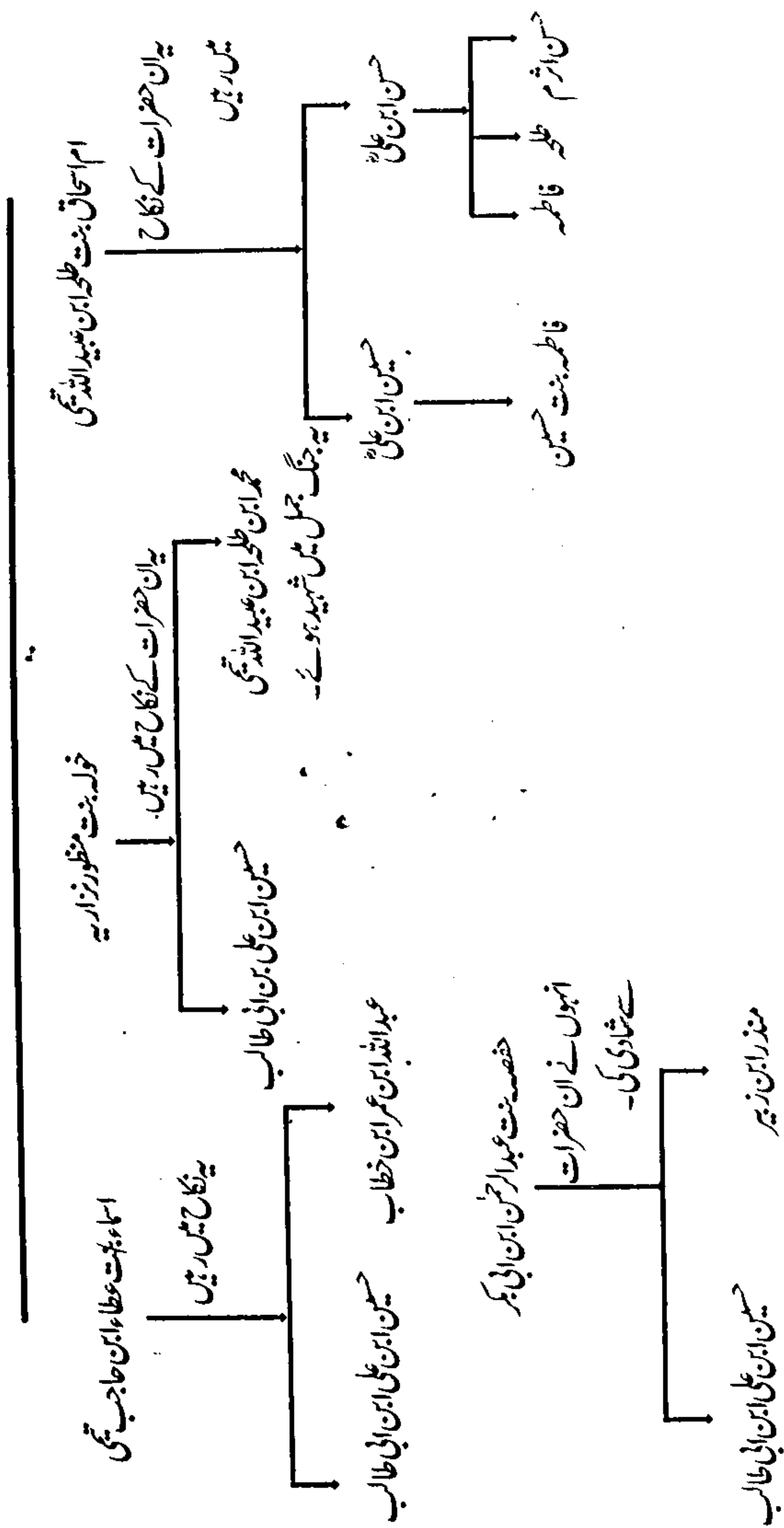
حضرت ابوبکر صدیق

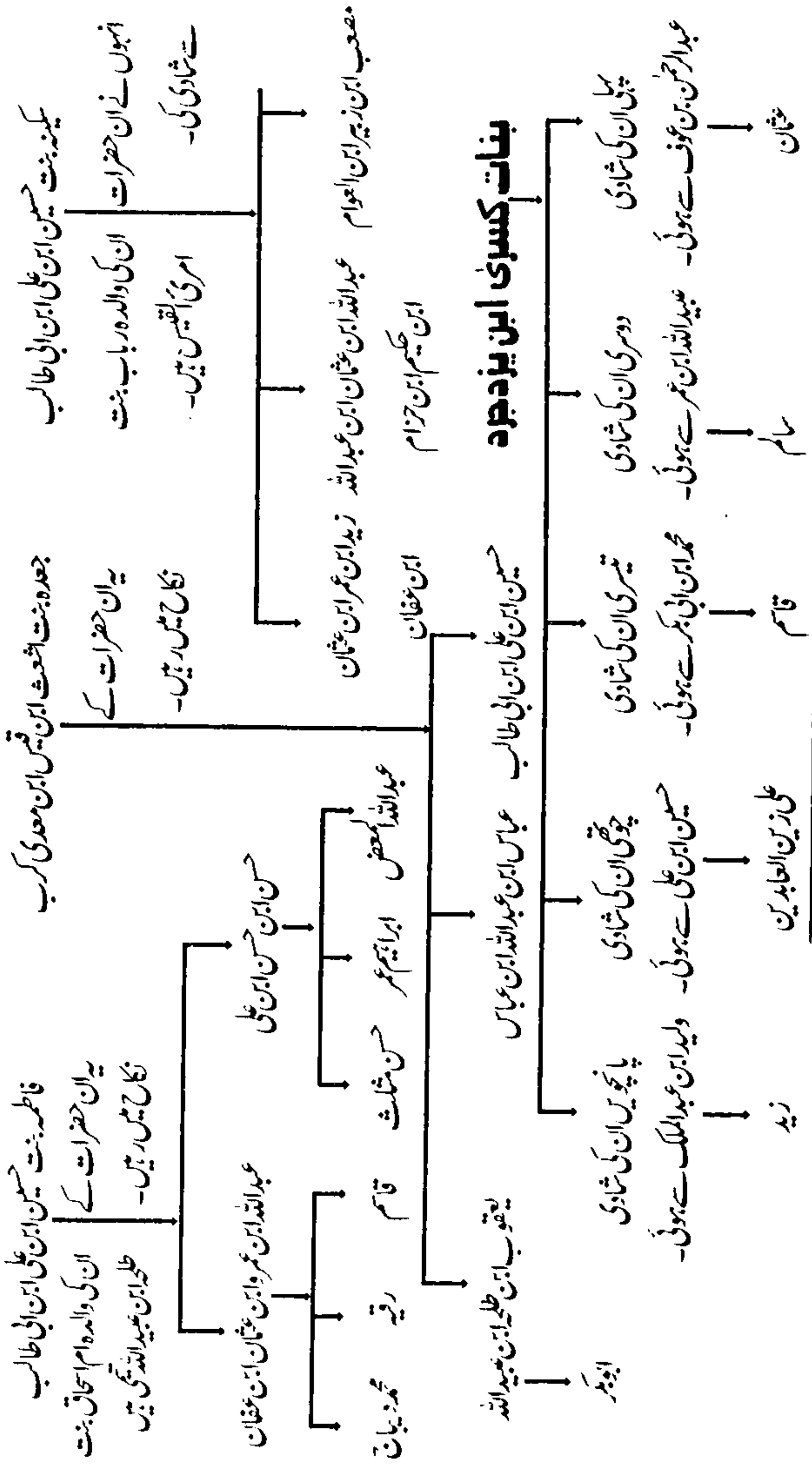


حضرت علی کی اولاد اور ان کی بیٹیوں کی ازدواجی رشتہ داریاں

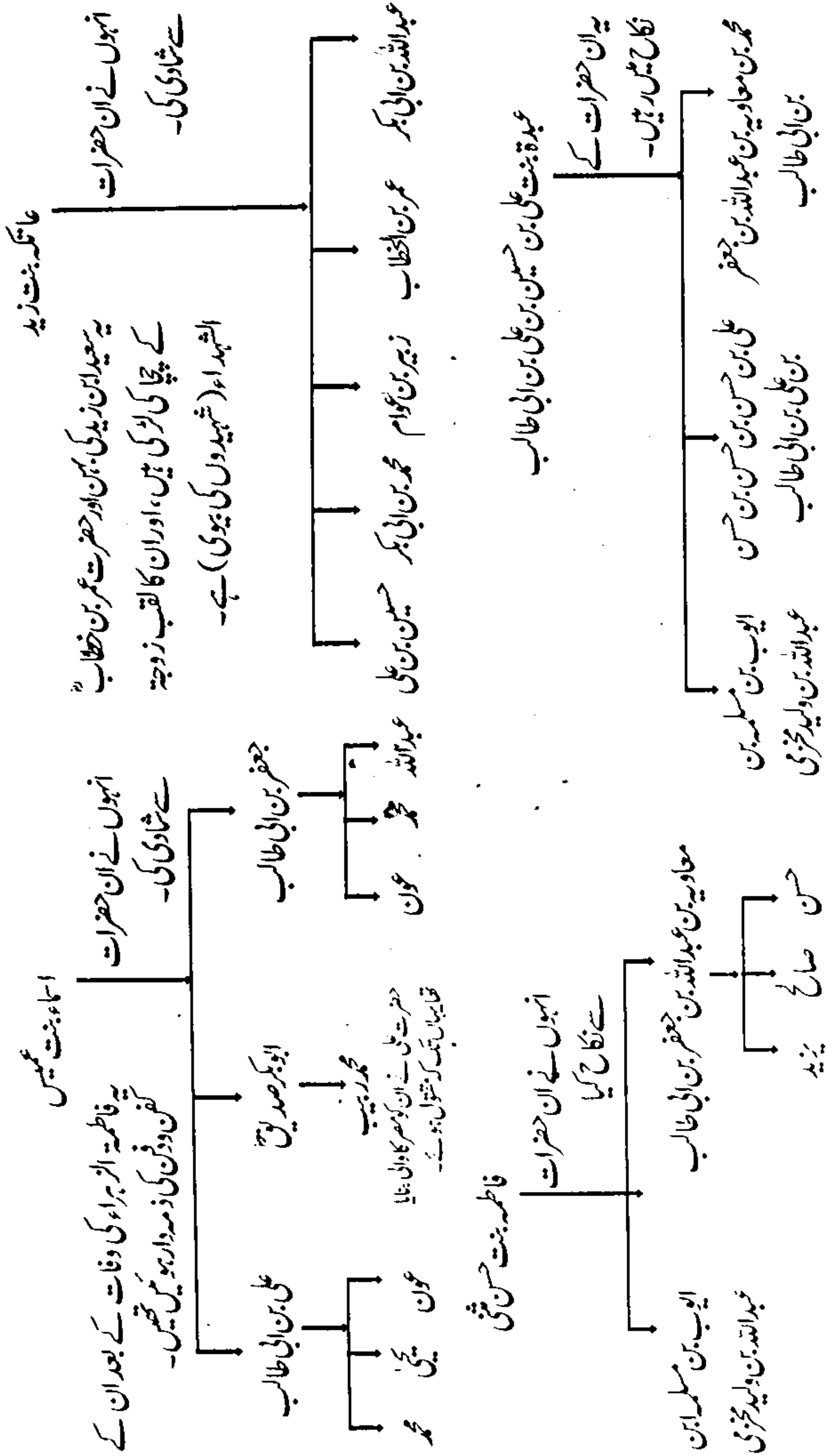


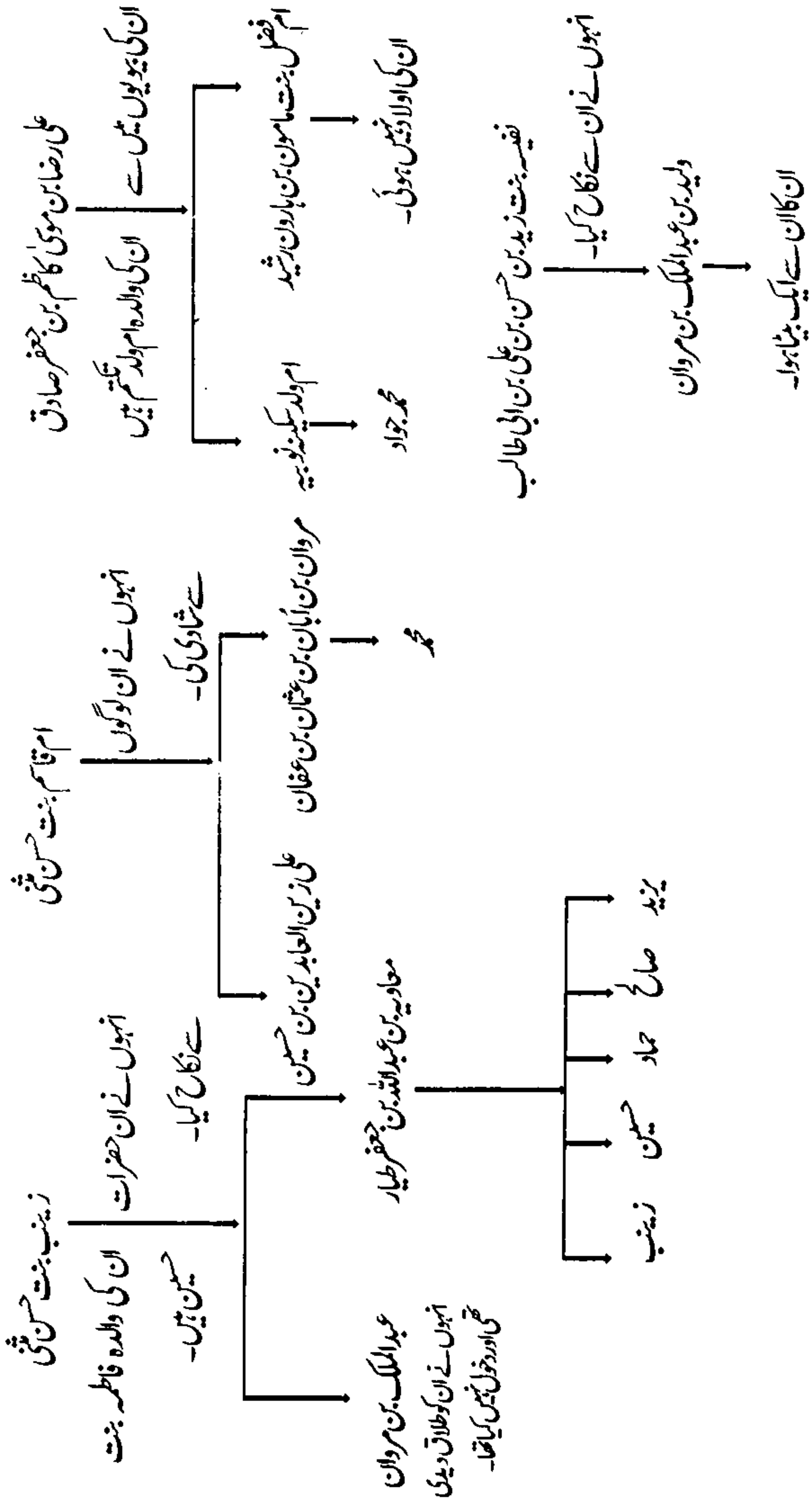
دونوں نواسوں حضرت حسینؑ کی ازدواجی رشتہ داریاں اور ان کی اولاد



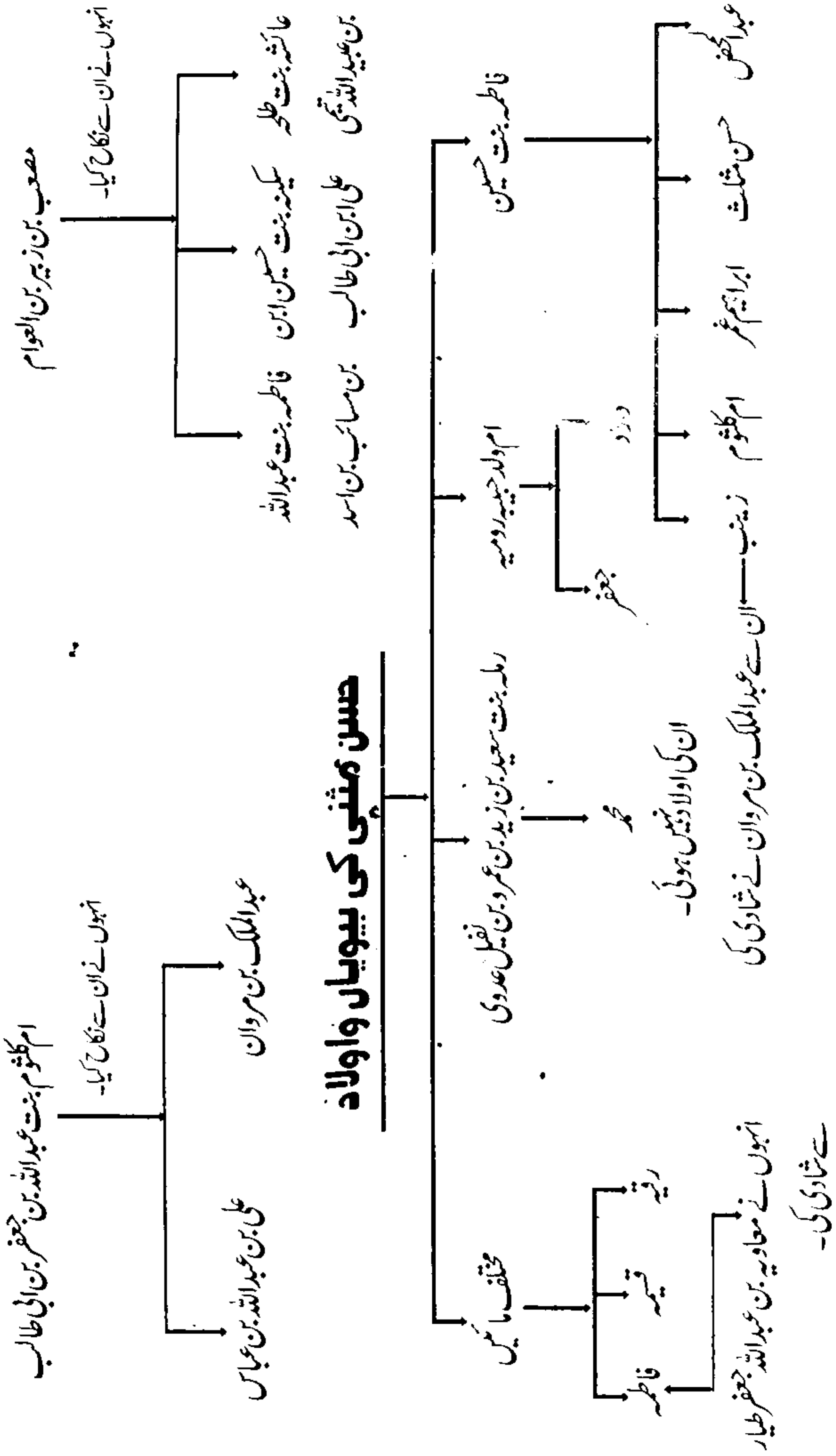


یہ تینوں حضرات فقہ وحدیث کے امام ہیں۔





(۱) مستھی الامال ۱/۳۵۱.



سیر السلسلۃ العلویۃ ص: ۷۰، عمدة الطالب ص: ۷۰، منتهی الآمال ص: ۳۵

اہل بیت کی آل زبیر کے ساتھ رشتہ داریاں

